عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۵ | ۲۸؍ربیع الثانی تا ۵؍جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍فروری ۲۰۱۶ء | شمارہ:۶

استحکامِ مدارسِ دینیہ کانفرنس

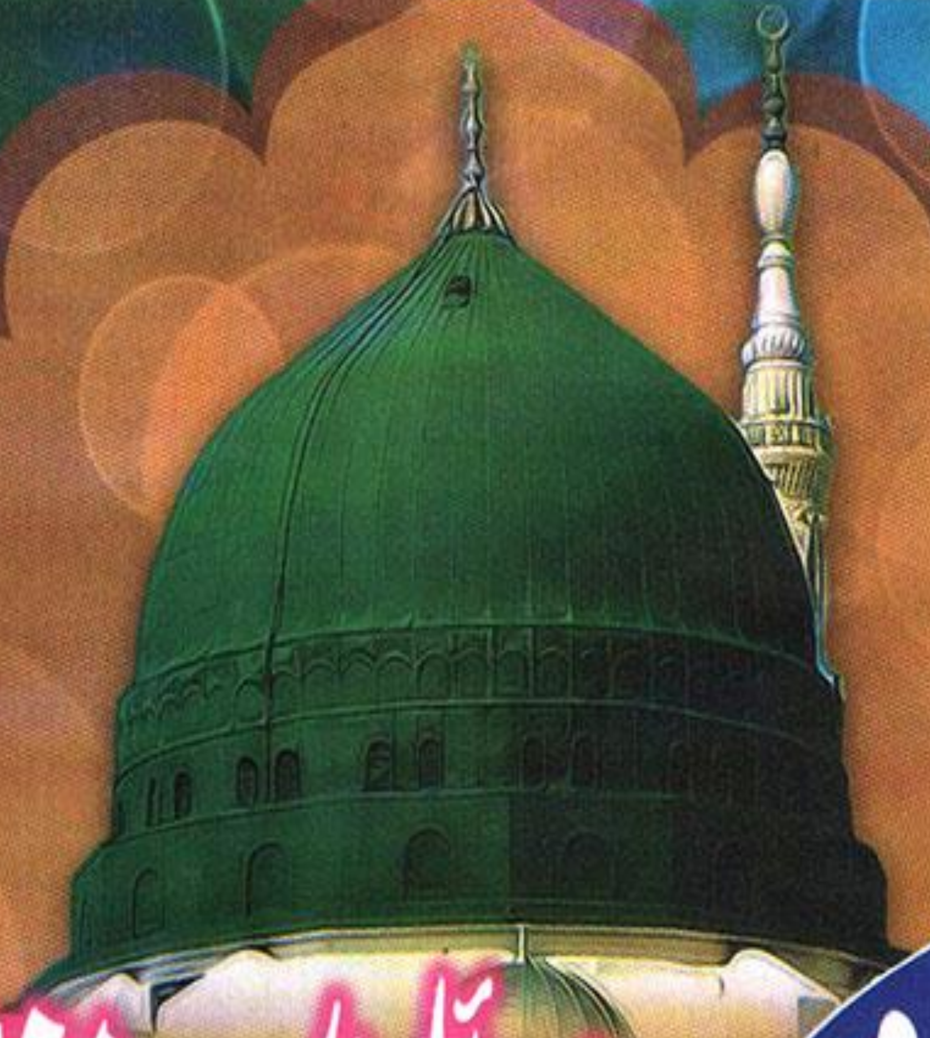

فضائلِ مدینہ منوّرہ

گھریلو جھگڑے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

وراثت کی تقسیم کس طرح کی جائے؟

س:...... مرحوم کے ترکہ میں ایک رہائشی پلاٹ اور مختلف استعمال میں رہنے والے اثاثے تھے۔ نیز پلاٹ میں تین دکانیں بھی کرائے پر ہیں۔ آج سے تقریباً آٹھ سالوں سے کوئی مناسب خریدار دستیاب نہ ہونے پر ورثا میں میراث کی تقسیم نہ ہوسکی، اب ماشاء اللہ! یہ پلاٹ بعوض مبلغ چالیس لاکھ روپے فروخت ہوگیا ہے، لہٰذا تقسیم میراث کے لئے چند امور پر شرعی حل مطلوب ہے:

۱:... یہ کہ مرحوم نے اپنے انتقال سے چند ماہ پہلے وصیت نامہ لکھوایا تھا کہ ان کے انتقال کے بعد پورے پلاٹ کو فروخت کرکے ورثا اپنا اپنا شرعی مقررہ حصہ وصول کرلیں، لیکن مرحوم نے اپنا متروکہ پلاٹ کا الاٹمنٹ لیز دو ناموں سے کررکھا تھا۔ ایک حصہ خود اپنے نام سے کیا تھا اور ایک حصہ مرحوم کے ایک بیٹے کے نام کررکھا تھا، چونکہ اس طرح کرنے سے پلاٹ کے سائز میں کمی ہونے پر الاٹمنٹ کے لئے مختص اتھارٹی کی جانب سے قیمت کی ادائیگی میں کافی کمی کردی جاتی ہے، لہٰذا کثرت ادائیگی سے بچنے کے لئے یہ تدبیر روبعمل لائی گئی۔ اب مطلوب امر یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ مرحوم کا بیٹا ان کے نام الاٹمنٹ شدہ حصہ پر یہ دعویٰ کرے کہ قانونی طور پر اس حصہ پر اس کی ملکیت ثابت ہے تو کیا اس طرح کا دعویٰ شرعاً معتبر قرار پائے گا؟

۲:... یہ کہ پلاٹ میں تین دکانیں کئی سالوں سے کرائے پر ہیں، جس کا کرایہ مرحوم کی بیوہ اپنی ضروریات کے لئے وصول کرتی رہی ہیں تو اب تک جتنی رقم کرائے میں وصول کی ہے کیا وہ بھی ترکہ میں شمار ہوکر ورثا میں تقسیم ہوگی؟

۳:... یہ کہ مرحوم کے متروکہ پلاٹ میں ان کا ایک بیٹا اپنی اہلیہ سمیت تمام ورثا کی رضامندی سے پلاٹ کی سیکورٹی کی حیثیت سے رہائش پذیر ہے، اس میں گیس و بجلی وغیرہ خرچہ کے بل وہ خود ادا کرتا ہے اگر وہ کہیں کرائے پر رہتے تو پلاٹ کے تحفظ میں خلل واقع ہونے کا قوی احتمال تھا تو کیا اس کے ذمہ کوئی حق عائد ہوسکتا ہے؟

۴:... یہ کہ مرحوم کی ایک چھوٹی بیٹی بالغہ جس کی مرحوم اپنی حیات میں شادی نہیں کراسکے۔ مرحوم نے وصیت کی تھی کہ اسے پلاٹ فروختگی سے حاصل شدہ رقوم سے تقسیم میراث سے پہلے مبلغ پچاس ہزار یکمشت ادائیگی کیا جائے تو کیا شرعاً ورثہ کے نام وصیت کی تنفیذ تمام ورثا کی رضامندی سے عمل درآمد کی گنجائش ہے؟

۵:... یہ کہ مرحوم کی ملکیت میں موجود اثاثے مثلاً: فریج، موٹر، دیگچیاں برتن مناسب قیمت لگاکر میراث میں تقسیم کرنا ہوگا؟

۶:... یہ کہ مرحوم کے ورثا میں ایک بیوہ، تین بیٹے، پانچ بیٹیاں یہ کل نو افراد ہیں تو تقسیم میراث کے لئے کل ترکہ کو کتنے حصے میں تقسیم کریں گے اور ہر ایک کے نام شرعی حصہ کیا ہوگا؟

۷:... یہ کہ یہ وضاحت بھی ہوجانا چاہئے کہ اگر پلاٹ فروشی رقم یعنی مبلغ چالیس لاکھ روپے ورثا میں تقسیم کئے جائیں تو ہر ایک کو شرعی اعتبار سے کتنی کتنی رقم دستیاب ہوگی؟

ج ۱:... مذکورہ پلاٹ مرحوم کی ملکیت شمار ہوگا اور ترکہ میں تقسیم ہوگا، محض کاغذوں میں نام کردینے سے شرعاً ملکیت ثابت نہیں، جب تک کہ ہبہ اور قبضہ کامل نہ ہو۔

۲:... اگر مرحوم کے تمام ورثا عاقل و بالغ تھے اور سب کی رضامندی سے بیوہ دکانوں کا کرایہ اپنے استعمال میں لاتی رہیں تو یہ درست ہے لیکن اب ان سے گزشتہ کرایہ وصول کرنے کا مطالبہ نہیں کرسکتے بلکہ یہ ورثا کی طرف سے اُن پر احسان تھا اور احسان و تبرع کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

۳:... متروکہ پلاٹ پر مرحوم کا بیٹا حفاظت کی غرض سے رہتا ہے۔ ظاہر ہے اس میں سب ورثا کا فائدہ ہے، سب ورثا اس کے وہاں رہنے پر راضی تھے تو اس کے لئے وہاں رہنا درست تھا، اب اس سے کسی قسم کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

۴:... شرعاً ورثا پر اس وصیت کو نافذ کرنا ضروری تو نہیں، کیونکہ وراث کے لئے کی گئی وصیت نافذ نہیں ہوتی، مگر ورثا اگر اس وصیت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوئے پورا کردیں تو ان شاء اللہ! دنیا و آخرت میں سرخرو ہونے کا باعث ہوگا اور اس کی حیثیت احسان کی ہوگی۔

۵:... مرحوم کی ملکیت میں موجود ہر ایک شے کا حساب کرکے مناسب قیمت لگاکر ترکہ میں شامل کریں اور اسے شرعی حصہ کے مطابق تقسیم کریں۔

۶:... مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً ۸۸ حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے ۱۱ حصے بیوہ کو اور ۱۴ حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو اور ۷ حصے مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو دیے جائیں گے۔

۷:... کل رقم چالیس لاکھ میں سے بیوہ کو پانچ لاکھ، اور ہر ایک بیٹے کو چھ لاکھ چھتیس ہزار تین سو تریسٹھ روپے اور ہر ایک بیٹی کو تین لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو اکیاسی روپے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۸ربیع الثانی تا ۶رجمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۸تا ۱۵فروری ۲۰۱۶ء — شمارہ:۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

استحکام مدارس دینیہ کانفرنس!	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
فضائل مدینہ منورہ	۸	مولانا مفتی محمد زاہد
استحکام مدارس دینیہ کانفرنس، سکھر	۱۱	عبداللطیف اشرفی
مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ... حیات و خدمات	۱۲	مولانا عبدالعزیز لاشاری
جاوید احمد غامدی... سیاق و سباق کے آئینے میں (۱۹)	۱۳	مولانا فضل محمد مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی دوروں کی رپورٹ	۱۷	ادارہ
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد (۳)	۲۲	مسعود ساحر
گھریلو جھگڑے	۲۵	مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London. SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

استحکامِ مدارس دینیہ کانفرنس!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کی عظیم الشان مشہور ومعروف علمی، دینی، تبلیغی وروحانی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام ''استحکام مدارس دینیہ'' کے عنوان سے ایک باوقار ونمائندہ اجتماع ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار کو جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں کراچی ڈویژن کے تمام مدارس کے مہتممین اور ذمہ دار حضرات شریک ہوئے، خصوصاً وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، حضرت مولانا اسفند یار خان صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب، حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب، حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب جیسے اکابر ومشائخ اسٹیج کی زینت بنے۔

اس باوقار اور نمائندہ اجتماع کو کامیاب بنانے اور اس کی بھرپور تیاری میں جن حضرات نے رات دن ایک کیا، ان میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، وفاق المدارس سندھ کے ناظم حضرت مولانا امداد اللہ صاحب، معاون ناظم حضرت جناب مولانا عبدالرشید صاحب، کراچی کے کوآرڈینیٹر برادر عزیز مولانا ابراہیم سکرگاہی وغیرہم کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق ملک بھر میں دینی مدارس کے مہتممین کے اجتماعات کے انعقاد کا فیصلہ ہوا، چنانچہ پہلے مرحلے میں صوبہ پنجاب میں چار اجتماعات ہوئے، اس کے بعد خیبر پختونخواہ میں چار اجتماعات ہوئے، صوبہ سندھ میں یہ پہلا اور مجموعی طور پر ''استحکام مدارس دینیہ'' مہم کا یہ نواں اجتماع تھا اور اس کے بعد ان شاء اللہ! حیدرآباد اور سکھر میں بھی اسی نوعیت کے اجتماعات ہوں گے، اور آخری مرکزی اجتماع ۲۳؍مارچ ۲۰۱۶ء کو مینار پاکستان کے سائے میں ان شاء اللہ! منعقد ہوگا۔

شرکائے اجلاس کی آمد کا آغاز صبح ہی سے شروع ہوگیا تھا، جامعہ میں داخل ہوتے ہی آنے والے مہمانانِ گرامی کی چائے سے تواضع کی جاتی رہی، جامعہ کی مسجد میں معزز مہمانوں کے لیے محراب کے دونوں جانب کرسیاں لگا کر خوبصورت اور عمدہ نشستیں لگائی گئیں۔

اجلاس بروقت حسب روایت قرآن کریم کی تلاوت اور نعت سے شروع کیا گیا، سب سے پہلا بیان مسجد بیت السلام کے امام وخطیب حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ کا ہوا، جس میں انہوں نے اہل مدارس پر تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کرام کی اخلاقی تربیت، مدرسہ کی صفائی کے نظم اور خصوصاً مدرسہ کے اندر کے نظم کو صاف وشفاف رکھنے پر زور دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا اسفند یار خان صاحب کا بیان ہوا، جس میں انہوں نے وفاق کی قیادت کو مدارس کا مقدمہ حکومتی ایوانوں میں پیش کرنے اور اہل حکومت سے اپنے موقف کو منوانے پر مبارک باد پیش کی اور اہل مدارس کی طرف سے وفاق کی قیادت پر بھرپور اعتماد

اور تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے بعد شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب نے اپنے خوبصورت اشعار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد اور صفائے باطن پر خوبصورت نصائح ارشاد فرمائیں۔ اس کے بعد تفصیلی بیان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کا ہوا، جس میں انہوں نے ’’استحکام مدارس دینیہ کونشنز‘‘ کے اغراض ومقاصد، اب تک حکومت سے ہونے والے مذاکرات کے بارہ میں تفصیلات سے آگاہ اور وفاق کی جانب سے اہل مدارس کو بھیجے جانے والے کوائف نامہ کی اہمیت وضرورت کو واضح فرمایا۔ حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کے بیان کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ حضرت نے ان اجتماعات کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اہل مدارس حضرات سے رابطہ کرنا، آپ حضرات سے ملاقات کرنا، آپ حضرات کی تجاویز وآراء کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کرنا، اس لیے کہ ایک دور ایسا تھا کہ جب وفاق المدارس کے ساتھ ملحق مدارس کی تعداد عشروں میں تھی، پھر وہ سینکڑوں میں تھی اور رفتہ رفتہ اس سے زیادہ ہوئی، جس زمانے میں مدارس کی تعداد کم تھی تو وفاق کی قیادت سال دو سال کے بعد مدارس کا دورہ کرتی، معائنہ کرتی۔ ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء میں قائد وفاق کی معیت میں ہم نے گاؤں اور چھوٹے شہروں میں مدارس کے دورے کیے، لیکن آج الحمدللہ! آپ کے بانیوں کے اخلاص اور آپ کے اکابرین کی محنت اور اخلاص کے نتیجے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ملحقہ مدارس کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زائد ہے، اتنی بڑی تعداد میں ہر مدرسہ میں جانا سالوں میں ممکن نہیں ہے، اس لیے یہ طے کیا گیا کہ ڈویژنوں کی سطح پر، اضلاع کی سطح پر اجتماعات کیے جائیں، تاکہ آپس کے رابطہ کو بڑھایا جائے اور اس رابطے کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے، چنانچہ اس مقصد کے لیے یہ اجتماع ہوا۔

۲:.....حالیہ دنوں میں بالخصوص ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کے سانحہ پشاور کے بعد جو دینی مدارس کو ہدف بنادیا گیا، دینی مدارس کے خلاف پہلے سے تیار منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے کارروائیاں شروع کردی گئیں، تو اس عرصہ میں صوبائی حکومتوں سے مرکزی حکومتوں سے جو مذاکرات ہوئے، ان مذاکرات کی کچھ روئیداد، کچھ تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کی جائے، تاکہ آپ کو وفاق کا موقف معلوم ہو، وفاق المدارس کی جدوجہد معلوم ہو۔

۳:.....ان اجتماعات کے لیے وفاق المدارس کی مجلس عاملہ اور شوریٰ نے جو فیصلے کیے ہیں یا جو حالیہ دنوں میں کچھ امور طے کیے ہیں، ان کے بارے میں آپ کو آگاہ کرکے اعتماد میں لیا جائے، یہ تین بنیادی مقاصد ہیں۔

جہاں تک حکومت سے ہونے والے مذاکرات کی روئیداد کا تعلق ہے، میں اس کا اجمال یا تفصیل عرض کرنے سے پہلے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عرصہ دراز سے دینی مدارس ہدف ہیں، دینی مدارس کے خلاف بیانات واحکامات بین الاقوامی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ آج عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر جس طرح اسلام ہے، مسلمان ہیں، مسلم ممالک ہیں، مسلم ممالک کے وسائل ہیں، اسی طرح آج عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر دینی مدارس بھی ہیں، اسلامی اور دینی قوتیں بھی ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اس کا جواب آپ کے پاس موجود ہوگا۔ لیکن میں آپ کو وفاق المدارس کے پہلے صدر جو وفاق کے بانیوں میں بھی شامل ہیں، ان کی ایک بات سنانا چاہتا ہوں، جو وفاق المدارس کے پہلے صدر شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ نے ۱۹۶۰ء میں خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس کی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی تھی، اور اس بات کو جب میں نے پڑھا تو مجھے حیرانگی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کو کیا فراست، کیا بصیرت، کیا دور رس نگاہ عطا فرمائی تھی، انہوں نے آج سے ۵۵ سال پہلے وہ بات فرمائی جو آج کے حالات پر سو فیصد صادق آتی ہے، انہوں نے کتنا عرصہ پہلے اس صورت حال کو بھانپ لیا، انہوں نے وفاق کی مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آج دنیا میں مقابلہ اسلام اور عیسائیت کا نہیں ہے، اسلام اور یہودیت کا نہیں ہے، اسلام اور ہندوازم کا نہیں ہے، کسی مذہب کے ساتھ آج اسلام کا مقابلہ اور آج یہ تقابل نہیں ہے، فرمایا کہ: اسلام اور عیسائیت کے مقابلے ہوئے، اسلام اور یہودیت کے ہوئے، مگر اب عیسائیت ایک قوم بن چکی ہے، یہودی ایک قوم کی شکل اختیار کرچکی، ہندو اور سکھ ایک قوم ہیں، آج مقابلہ دنیا میں اسلام اور مغربیت کا ہے، آج مغرب ایک مذہب، ایک فکر، ایک فلسفہ، ایک

نظریہ اور ایک تہذیب کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس لیے آپ دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں تو خواہ وہ عیسائی ملک ہو، خواہ وہ یہودی ملک ہو، خواہ اس ملک کی اکثریت آبادی ہندوؤں پر مشتمل ہو، خواہ بدھ مت مذہب کے ماننے والے اکثریت میں ہوں، آج مغرب یہ چاہتا ہے کہ میری فکر، میرا فلسفہ، میرا نظریہ، میرا کلچر، میری تہذیب، میرا تمدن وہاں پر نافذ ہو۔ وہ عیسائیوں پر اپنی فکر کو مسلط کرنا چاہتا ہے، وہ یہودی ملکوں میں بھی اپنے نظریے کو مسلط کرنا چاہتا ہے، وہ اپنی تہذیب کو دنیا کے تمام ممالک پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عیسائی ملکوں میں بھی ہم جنس پرستی کے قانون بن رہے ہیں، آج عیسائی ملکوں کے اندر بھی انسانی حقوق کو اللہ کے قوانین پر برتری دی جاری ہے۔ آج عیسائی ملکوں میں بھی وہ کلچر اور تہذیب جو اُن کے مذہب میں نہیں ہے، آج وہاں پر بھی مغرب کی فکر اور فلسفہ موجود ہے۔

آپ اہل علم ہیں، آپ اس کی تفصیل کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج یورپ اور مغرب کے ملکوں میں دیکھ لیں کہ وہاں پر ان کے مذہب میں کلچر نہیں ہے، جو آج ان کے ملک میں قانونی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ آپ کو نہیں ملیں گے، کیونکہ آج کا مغرب اپنی فکر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ مغرب کی اس فکر کے مقابلے میں دنیا کے تمام مذاہب ہمارے ساتھ کھڑے ہوتے، مگر انہوں نے پسپائی اختیار کی اور اس مذہب کی فکر کے مقابلے میں اگر کوئی سینہ تان کر کھڑا ہے تو وہ اسلام ہے اور مسلمان ہے، جو اس کو چیلنج کر رہا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا مرکز چونکہ دین کا مدرسہ ہوتا ہے، اس کو اپنا مذہب، اپنا نظریہ فکر اور اپنے عقائد و نظریات اور اس کو اپنی تہذیب و تمدن چونکہ مدرسہ سے ملتی ہے، مدرسہ اس کا مرکز ہوتا ہے، اس لیے آج بین الاقوامی ایجنڈے پر مدرسہ ہے، چونکہ مدرسہ مغرب کی فکر اور فلسفے، مغرب کے نظریات اور مغرب کی تعلیم و تمدن میں سد سکندری بن کر کھڑا ہے، آج کا مولوی اسے چیلنج کر رہا ہے، اس لیے آج بین الاقوامی قوتوں کا سب سے پہلا ہدف دین کا مدرسہ ہے۔ میرے دوستو! ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے، کہ ہمارے مدارس کے خلاف یہ آئے دن کے اقدامات یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’حکومت کی پالیسیاں مؤخر ہوتی ہیں، ملتوی ہوتی ہیں، منسوخ نہیں ہوا کرتیں۔‘‘ وہ اپنے منصوبے مناسب وقت کے انتظار میں رکھتے ہیں کہ کب کوئی وقت ملے گا تو ہم اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ ہدف اسلام اور اسلام کی تعلیم کے مراکز ہیں اور چونکہ وقت کے انتظار میں رہتے ہیں، پشاور کا سانحہ ہوا، تو کئی لوگوں نے سمجھا اب مدارس کو کنٹرول کرنے کا بہترین وقت ہے، قومی ایکشن پلان آ گیا، نیشنل ایکشن پلان آ گیا اور اس نیشنل ایکشن پلان کے اندر بیس نکات میں سے ایک نکتہ جان بوجھ کر مدارس کا شامل کیا گیا۔

جس وقت وزیر اعظم پاکستان نے قومی ایکشن پلان کا اعلان کیا، ہم اس وقت اسلام آباد میں تھے، ہمارے اسلام آباد کے دوستوں سے اس سے ایک دن پہلے ہی ہمارا یہ مشورہ ہوا تھا کہ ہم تمام راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء کا اجتماع بلا رہے ہیں، کیونکہ سانحہ پشاور کے بعد اعلانات شروع ہو گئے تھے، تو انہوں نے وہاں اجتماع کیا، تقریباً پانچ سو کے قریب علماء تھے۔ اس میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لائے، اور یہ فقیر بھی وہاں حاضر تھا، میں نے کہا کہ: وزیر اعظم صاحب نے رات قوم سے خطاب میں جو قومی ایکشن پلان میں دینی مدارس کا ذکر کیا ہے اور جن چیزوں کا ذکر کیا ہے، ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وزیر اعظم نے مدرسہ کے حوالہ سے نیشنل ایکشن پلان میں جن تین باتوں کا تذکرہ کیا، وہ تینوں باتیں خلاف واقعہ ہیں، ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وزیر اعظم کو نوٹس لینا چاہیے کہ کس نے کون سی بنیاد پر قوم کو اندھیرے میں رکھا؟ اٹھارہ کروڑ عوام کے ملک کا وزیر اعظم اگر ایسی بات کرے کہ جس کا سرے سے ہم سے کوئی تعلق نہ ہو تو یہ قابل افسوس بات ہے۔

وزیر اعظم صاحب نے دینی مدارس کے حوالہ سے تین باتیں کہی ہیں:

پہلی بات یہ کہ..... ’’ہم دینی مدارس کو رجسٹرڈ کریں گے‘‘ ہم نے کہا کہ: دینی مدارس تو پہلے سے رجسٹرڈ ہیں اور دینی مدارس کی رجسٹریشن کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں ہے۔ دینی مدارس کی رجسٹریشن ۱۹۵۱-۱۹۵۲ء سے ہو رہی ہے، اور اب بھی حکومت کے مختلف محکموں کے دفتروں میں ہمارے مدارس کی رجسٹریشن کی

درخواستیں زیر التوا پڑی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وزیر اعظم یہ اقدام کرتے اور حکم نامہ جاری کرتے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام ملتوی درخواستوں کا کام نمٹا کر مدارس کو رجسٹرڈ کیا جائے اور جو اہلکار رکاوٹ ڈال رہے ہیں، ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے، ان کو کہنا یہ چاہیے تھا، مگر انہوں نے کہا کہ ہم مدارس کو رجسٹرڈ کریں گے تو یہ خلاف واقعہ بات وزیر اعظم نے کہی اور ان کو غلط بتائی گئی۔

دوسری بات:.....انہوں نے یہ کہی کہ:"دینی مدارس کو ملک کے قانون کا پابند بنائیں گے" میں نے کہا یہ بھی خلاف واقعہ بات کہی۔ اہل مدارس تمام قوانین کی خود ارباب اقتدار سے زیادہ پابندی کرتے ہیں، ہم پر کبھی قانون شکنی کا الزام نہیں آیا۔ ہم نے ہمیشہ قانون اور آئین کا احترام کیا ہے۔ قانون اور آئین کو حکومتوں اور اداروں نے توڑا ہے۔ ہم نے آج تک قانون کو نہیں توڑا، ہم قانون نہ توڑتے ہیں نہ قانون کو توڑنے دیں گے، نہ مدارس کا دفاع چھوڑیں گے، نہ قانون توڑیں گے۔ ہمارے مدارس خود بے انتہا قوانین کے پابند ہیں۔ یہ کہنا کہ مدارس کو ملکی قوانین کا پابند بنایا جائے گا، یہ بھی خلاف واقعہ بات ہے۔

تیسری بات:.....وزیر اعظم کے اس خطاب میں قومی ایکشن پلان کے اندر یہ آئی کہ:"دینی مدارس کی فنڈنگ اور ان کی آمدنی کے ذرائع کو چیک کیا جائے گا کہ ان کو پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ کون ان کو پیسے دیتا ہے؟۔" تو میں نے کہا کہ دینی مدارس ایک ایک پائی کا حساب رکھتے ہیں، ہمارے اوپر آج تک کوئی کرپشن کا الزام نہیں ہے، سر سے پاؤں تک کرپشن میں ڈوبے ہوئے حکومتی لوگ ہیں۔ دینی مدارس نے تو اللہ کو جواب دینا ہے۔ اگر کوئی ایک روپیہ بھی مدرسہ کو دیتا ہے تو اہل مدارس اس کا بھی حساب رکھتے ہیں، کوئی پچاس لاکھ دیتا ہے اور رسید نہیں مانگتا تو مدرسہ کا منتظم اس کا بھی حساب رکھتا ہے۔ ہم ان پیسوں کے حسابات کا آڈٹ کرواتے ہیں اور آڈٹ کاپی متعلقہ رجسٹریشن آفس میں جمع کراتے ہیں، اس لیے یہ کہنا کہ دینی مدارس کی آمدنی کہاں سے ہوتی ہے؟ یہ بھی خلاف واقعہ بات ہے اور اس میں بھی کوئی حقیقت نہیں ہے، یہ ہمارا موقف تھا اور اب بھی ہے۔"

اس کے علاوہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے وزیر اعظم اور آرمی چیف کی موجودگی میں حکومتی نمائندوں سے ہونے والے مذاکرات کے بارہ میں اہل اجتماع کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ: مدارس کے متعلق ہدایات اور حکومت سے ہونے والے مذاکرات کی آگاہی کے لیے وفاق المدارس رسالہ کو اہمیت کے ساتھ پڑھا کریں۔ ان کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر مذہبی امور جناب عبدالقیوم سومرو صاحب نے خطاب کیا اور مدارس کو درپیش مسائل اور اس کے اسباب ووجوہ کے بارہ میں نشان دہی کی اور اس کے بعد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کا بیان ہوا، جس میں آپ نے اہل مدارس سے فرمایا کہ: مدارس کے حسابات اور آمد وخرچ کو صاف شفاف رکھیں، اگر کوئی مدرسہ میں سوئی بھی دیتا ہے تو اس کی رسید کاٹیں اور وہ سوئی کہاں استعمال ہوئی، اپنے رجسٹروں میں اس کا بھی اندراج کریں۔ اس پر آپ نے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہٗ کا ایک واقعہ سنایا کہ آپ مدرسہ کی اشیاء کے بارہ میں کتنا محتاط تھے، فرمایا کہ: حضرت بنوری قدس سرہ تشریف فرما تھے، ایک صاحب جو جامعہ میں بھی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے اور دوسری جگہ پر بھی، انہوں نے حضرت کے سامنے سے ایک کاغذ اٹھا کر کچھ لکھنا چاہا، آپ نے فرمایا: جناب! یہ کاغذ مدرسہ کی دینی ضروریات کے لیے ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ حضرت! میں بھی ایک دینی خدمت کے لیے یہ کاغذ استعمال کر رہا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا:"جس نے یہ کاغذ دیا ہے، اس نے اس مدرسہ کے دینی کام کے لیے دیا ہے، دوسری جگہ کے دینی کام کے لیے نہیں۔" یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ نے فرمایا: یہ ہمارے اکابر کا طرز عمل ہے، جس کی ہمیں پیروی کرنا چاہیے۔ آخری خطاب جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا ہوا اور جامعہ کے رئیس حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا، یہ اجتماع ظہر کی نماز تک جاری رہا، نماز کے بعد تمام مہمانوں کے اعزاز میں پرتکلف کھانے کا انتظام کیا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس اجتماع کو کامیاب بنانے والوں اور اس میں دامے، درمے، سخنے خدمت بجالانے والوں کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ مدارس اور اہل مدارس کی حفاظت فرمائے اور مدارس کی خیر وبرکات سے جملہ عالم اسلام کو مستفید ومنور فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فضائل مدینہ منورہ

قسط:۱

مولانا مفتی محمد زاہد، استاذ دارالعلوم حیدرآباد دکن

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات رنگ و بو میں بعض انسان کو دوسرے بعض سے افضل و برتر بنایا ہے، چنانچہ انبیاء علیہم السلام کو دوسرے تمام انسانوں پر فضیلت بخشی اور پھر انسانوں میں سے علماء، صلحاء، اتقیاء، عابدین اور زاہدین کو بقیہ تمام لوگوں پر پھر بقیہ لوگوں میں سے عام مومنین کو کفار و مشرکین پر، لیکن فضیلت و برتری ایک ایسی چیز ہے جس کا دائرہ صرف انسان تک محدود نہیں ہے بلکہ نوع انسان سے متجاوز ہو کر حیوانات، نباتات، امکنہ و مقامات تک پہنچتا ہے، چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مقامات و امکنہ میں سے بھی بعض مخصوص و مقدس مقامات کو دوسرے بعض پر فوقیت بخشی ہے، ان ہی مخصوص و مقدس مقامات میں سے دار ہجرت نبی بھی ہے، کیونکہ اس مقدس سرزمین کے ساتھ بہت سے امتیازات جڑے ہوئے ہیں اور یہ مبارک زمین بہت سے فضائل و مناقب کی حامل ہے، یہ وہ سرزمین ہے جس کی طرف (کفار مکہ اور اہل طائف کے ایمان سے مایوس ہو کر) خاتم الرسل آقائے دو جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور اپنی زندگی کے آخری دس سال یہیں گزارے، یہی وہ سرزمین ہے جس کی طرف اپنی جان اور اسلام کی حفاظت کی خاطر کفار مکہ کے ظلم و ستم سے پریشان و تنگ آ کر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے ہجرت کی اور امن و اطمینان کے ساتھ زندگی گزاری، یہی وہ سرزمین ہے جہاں سے اسلام دنیا میں پھیلا اور قوت و شوکت حاصل ہوئی، یہی وہ سرزمین ہے جہاں کے باشندوں نے قدم قدم پر اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، حتی کہ اپنی جانوں کو نبی پر قربان کرنے سے گریز نہیں کیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو انصار کا لقب ملا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا ان کی تعریف کی، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (الحشر:۹)

ترجمہ: "اور یہ مال فئی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ کے) گھروں میں ٹھکانہ بنایا اور ایمان لائے، وہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی اور اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے ہیں، اس مال غنیمت سے جو ان کو دیا جائے اور وہ (ان کو) خود پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو فاقہ کرنا پڑے اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔"

قرآن کریم نے اس آیت میں انصار کے چند اوصاف بیان کئے ہیں:

۱:...ان کے دلوں میں مہاجرین کی محبت ہے۔

۲:...اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کو ان کے فقر و غربت کی وجہ سے مال غنیمت میں سے کچھ زیادہ دے دیں تو وہ تنگ دل اور پریشان نہیں ہوتے۔

۳:... کھانے پینے، رہنے سہنے کی چیزوں میں یہ لوگ مہاجرین کو خود پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو فاقہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں بخل اور مال و دولت کی حرص نہیں ہوتی تو وہ لوگ کامیاب و کامران ہوتے ہیں، اس سے صحابہ کرام کے کامیاب و بامراد ہونے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کے دل بھی بخل اور مال و دولت کی حرص سے محفوظ ہیں، اسی طرح غزوہ بدر کے موقع پر جب آپؐ نے "اشیروا علی ایہا الناس" کہہ کر انصار کی رائے معلوم کی تو انصار کے سردار سعد بن معاذؓ نے جواب دیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کی ہے، اگر آپ ہم کو دریا میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم دریا میں کودنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

الغرض قرآن واحادیث اور کتب تواریخ میں انصار کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں جو خود ایک مستقل موضوع ہے، جس کے لئے سینکڑوں صفحات کی ضرورت ہے، یہاں احقر نے ضمناً ان کے چند فضائل کا اس لئے تذکرہ کر دیا ہے کہ مکان و مکین کی فضیلت ایک دوسرے کو مستلزم ہے، اب احادیث کی روشنی میں مدینہ منورہ کے فضائل ملاحظہ فرمائیں۔

مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا:

مدینہ منورہ کی سرزمین اس کے پھل، پیمانے اور مد کے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث ہے: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ باغ کا سب سے پہلا پھل دیکھتے تو اس کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لیتے اور دعا فرماتے کہ اے اللہ! ہمارے پھل میں برکت عطا فرما، ہمارے شہر میں برکت فرما، ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت فرما، اے اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک انہوں نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی اور میں بھی مدینہ کے لئے اس طرح کی دعا کرتا ہوں، جیسا کہ ابراہیم نے مکہ کے لئے دعا کی اور ایک گنا زیادہ وہ حدیث درج ذیل ہے:

"وعنہ (ابی ھریرۃ) قال کان الناس اذا رأو اول الثمرۃ جاء وابہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ قال اللھم بارک لنا فی ثمرنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وبارک لنا فی مدنا، اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانا ادعوک للمدینۃ بمثل مادعاک لمکۃ ومثلہ معہ۔" (مسلم ۱/۴۴۲، باب فضل المدینہ، موطا مالک کتاب جامع الدعا باب فضل المدینہ: ۳۵۸)

آب وہوا کی درستگی اور وبائی مرض کے لئے دعا:

جب آپؐ اور صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے قیام کے زمانہ میں حضرت ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بخار میں مبتلا ہوگئے، یہ ایک سخت قسم کا بخار تھا جو وبا کی شکل میں اہل مدینہ کو آتا تھا اور جس کو آتا تھا کمزور کردیا کرتا تھا، جس سے صحابہ کرامؓ کے مدینہ منورہ سے بددل ہونے کا بھی اندیشہ تھا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا فرمادیجئے جیسا کہ ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ، مدینہ کی آب وہوا کو درست کردیجئے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردیجئے۔ (جحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی تھی، جہاں کے باشندے یہودی تھے) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول فرمائی اور بخار کو ان لوگوں کی طرف منتقل کردیا۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس کے متعلق ایک خواب بھی نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پراگندہ تھے، مدینہ سے نکلی اور مہیعہ میں جا کر اتر گئی تو میں نے اس کی تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ کی طرف منتقل کردی گئی (مہیعہ جحفہ کا ہی نام تھا) جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

الف:... "عن عائشۃ قالت لما لما قدم المدینۃ وعک ابوبکر وبلال فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأخبرتہ فقال: اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد وصححھا وبارک لنا فی صاعھا ومدھا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفۃ۔" (بخاری ۲۵۳ باب بلا عنوان الانصار، مؤطا مالک ۳۶۵ باب ماجاء فی وباء المدینۃ مختصر من حدیث طویل)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابوبکرؓ اور بلالؓ بخار میں مبتلا ہوگئے تو میں آپؐ کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا فرما جیسا کہ ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ، اس کی آب وہوا کو درست کردیجئے اور ہمارے لئے برکت پیدا فرما، اس کے صاع میں اور اس کے مد میں اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردیجئے۔"

ب:... "عن عبداللہ بن عمرو فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینۃ رأیت امرأۃ سوداء ثائرۃ الرأس خرجت من المدینۃ حتی نزلت مھیعۃ فتأولتھا ان وباء المدینۃ نقل الی مھیعۃ وھی الجحفۃ۔" (مختصر صحیح البخاری باب من کذب فی حلمہ ۳/۲۶۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے بارے میں مدینہ کے قیام کے زمانہ میں: میں نے ایک کالی عورت کو خواب میں دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے جو مدینہ سے نکلی اور مہیعہ میں اتر گئی میں نے اس کی تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل کردی گئی۔"

آپ ﷺ کی مدینہ منورہ سے محبت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ بہت عزیز اور محبوب تھا، چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو اپنی اونٹنی تیز کردیتے اور اگر اونٹنی کے علاوہ کوئی دوسری سواری ہوتی تو اس کو تیز کردیتے، انہیں سے ایک دوسری حدیث میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، جیسا کہ احادیث ذیل میں اس کی تصریح ہے:

"عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینۃ اوضع راحلتہ وان

کان علی دابۃ حرکھا من حبھا۔“
(بخاری: ۱ / ۲۵۳، باب بلا عنوان)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی کو تیز کردیتے اور اگر دوسری سواری پر ہوتے اس کو تیز کردیتے اور یہ سب مدینہ سے محبت کی وجہ سے تھا۔“

”وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلع لہ احد فقال ھذا جبل یحبنا ونحبہ۔“(موطا مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی أرم المدینۃ: ۳۶۱)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُحد پہاڑ دکھائی دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث میں ”ھذا جبل یحبنا ونحبہ“ کی شرح میں محدثین کی دو رائیں ہیں:

۱:... یہ حدیث مجاز پر محمول ہے اور پہاڑ کے محبت کرنے کا مطلب ہے کہ اس پہاڑ کے قریب رہنے والے لوگ یعنی اہل مدینہ صاحب ایمان وتوحید ہیں ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔

۲:... یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ جمادات میں بھی علم ودانائی، محبت وعداوت پیدا فرمادیتے ہیں، جیسا کہ وہ ستون جس پر ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دینے لگے اور ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ دینا ترک فرمادیا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے غم میں رونے لگا۔

الغرض خواہ یہ حدیث ظاہر پر محمول ہو یا مجاز پر دونوں صورتوں میں مدینہ کی حرمت وعظمت کی طرف مشیر ہے، اگر ظاہر پر محمول ہو تو اس لئے کہ اس حدیث سے آپؐ اور صحابہ کرامؓ کا مدینہ کے پہاڑ احد سے محبت کرنا اور پہاڑ کا آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا ثابت ہوتا ہے اور مجاز پر محمول ہو تو، اس لئے کہ اس حدیث سے اہل مدینہ کا آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا ثابت ہوتا ہے اور آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کا اہل مدینہ سے، گویا اہل مدینہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے نزدیک محبوب ہیں تو اہل مدینہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور مکین کی فضیلت مکان کی فضیلت کو مستلزم ہوتی ہے، لہٰذا مدینہ منورہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (جاری ہے)

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس

گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ صدر ٹاؤن کے زیر اہتمام مختلف مساجد میں ”سیرت خاتم الانبیا کانفرنس“ کے عنوان سے پروگرام ترتیب دیئے گئے، جن کی رپورٹ ہمارے ساتھی محمد کلیم اللہ نعمان نے تیار کی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام: ۳/جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار بعد نماز عشا غوثیہ مسجد سٹی ریلوے کالونی گیٹ نمبر ۱۰ کراچی میں ”سیرت خاتم الانبیاء“ رکھا گیا۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد عثمان کی تلاوت سے ہوا اور نعت حافظ محمد حبیب اللہ نعمان نے پیش کی۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حضرت مولانا فیصل خلیل صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ ختم نبوت واحد جماعت ہے جس کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کی برکت سے آج ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ آج ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو بھولے ہوئے ہیں بلکہ ان سنتوں کو دن رات پامال کرتے ہیں، ان میں ایک عظیم سنت داڑھی ہے جس کو بعض حضرات صبح نماز پڑھے بغیر دفتر جانے کے لئے کاٹ کر نالی میں بہادیتے ہیں، ذرا سوچئے کہ ہم نے سنت انبیاء کے ساتھ کیسا سلوک اپنایا ہوا ہے؟۔ حضرت مولانا نے آخر میں کہا کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دشمنان اسلام کی تمام مصنوعات بالخصوص قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ پروگرام میں قاری عبدالرحمن، مولانا عطاء الرحمن، مسجد ہذا کے امام مولانا رضاء اللہ، فیضان اور پروگرام کے نگران شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد اسرار دامت برکاتہم نے شرکت کی۔ نقابت کے فرائض قاری اسرار نے سرانجام دیئے اور مفتی صاحب کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

دوسرا پروگرام: ۷/جنوری بروز جمعرات بعد نماز عشاء مدینہ مسجد برنس روڈ گلی نمبر ۲ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مولانا عبدالحمید امام جامع مسجد سنہری کی تلاوت سے ہوا اور نعت حافظ محمد حبیب اللہ نعمان نے پیش کی۔ مہمان خصوصی نائب مفتی دارالعلوم کراچی مولانا مفتی عبدالمنان مدظلہ نے بیان سے قبل اپنے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کا کلام پیش کیا اپنے بیان میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں کہ اللہ پاک نے مجھے اتنے پیارے مجمع میں شرکت سے نوازا۔ ختم نبوت تو اس دین کی جان ہے جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ اس دنیا کا بدترین، سیاہ ترین بدبخت ہے اور اس سے بڑا خسارے والا کوئی نہیں ہے۔ میرے دوستو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے۔ اب قیامت تک مدار نجات صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ اب کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں، ان سے ہوشیار رہنے اور اپنا ایمان بچانے کی اشد ضرورت ہے۔

دینی مدارس اسلام کے بنیادی مراکز ہیں

استحکام مدارس دینیہ کنونشن، سکھر میں علماء کرام کے خطابات

رپورٹ: عبداللطیف اشرفی، سکھر

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام ۱۴ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات جامعہ اشرفیہ سکھر کی میزبانی میں مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر "استحکام مدارس دینیہ کنونشن" منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی و صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و صدر تنظیمات المدارس العربیہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان تھے، ان کے علاوہ مولانا راشد محمود سومرو جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ، مولانا ناصر محمود سومرو، مولانا محمد ادریس سومرو کنڈیارو، مولانا سراج احمد امروٹ شریف، مولانا محمد یعقوب سومرانی شریف، مولانا عبید اللہ مولانا غلام اللہ بالیجوی، مولانا عزیز الرحمن ہزاروی راولپنڈی، مولانا امداد اللہ ناظم تعلیمات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ سندھ، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن مسئول وفاق حیدرآباد، مولانا قاری عبدالرشید ناظم اعلیٰ دارالعلوم حسینیہ و معاون ناظم وفاق سندھ، مولانا مفتی محمد خالد بالا، مولانا قاری محمد شفیع مسئول وفاق کشمور و جیکب آباد، مولانا عبدالرحمن، مولانا منظور احمد سومرو، میزبان مولانا قاری جمیل احمد ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ سکھر و مسئول وفاق سکھر موجود تھے۔

کنونشن کا آغاز قاری امتیاز احمد متعلم جامعہ اشرفیہ سکھر کی تلاوت سے ہوا، اس کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مولانا عبدالقیوم اور حافظ محمد نعیم شاکر نے پیش کیں۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم (عبداللطیف اشرفی) نے سرانجام دیے اور اس کے بعد مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد ادریس سومرو اور مولانا امداد اللہ نے بیانات کئے جس میں اہل مدارس کے لئے قیمتی نصائح اور انتظامی امور سے متعلق ہدایات تھیں جبکہ اس دوران حاضرین مجلس علماء کرام کو اپنی تجاویز پیش کرنے کے لئے وقت بھی دیا گیا۔ بعد ازاں قائد جمعیت صوبہ سندھ مولانا راشد محمود سومرو کا بیان ہوا جس میں انہوں نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ نے علماء دیوبند کے مختلف گروپوں کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے باطل قوتوں نے مدارس عربیہ کو ختم کرنے کی کوشش کی تو وفاق نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا، یہی وجہ ہے کہ آج مدارس دینیہ موجود ہیں، باطل قوتیں نہیں۔ جمعیت علماء اسلام، وفاق المدارس العربیہ سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ جمعیت اور وفاق ایک ہی جسم کے دو بازو ہیں، وفاق کے ماتحت تمام اختلافات کو بھلا کر اتحاد اور نظم کو قائم کریں۔ ان کے بعد مولانا قاری عبدالرشید نے سپاسنامہ پیش کیا جبکہ ان کے بعد متصل مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن نے قراردادیں پیش کیں کہ یہ اجتماع سعودی عرب اور ایران کے مابین بڑھتی ہوئی کشیدگی میں او آئی سی کے رکن ممالک کے سربراہان اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایک فریق بننے کی بجائے مصالحت کے لئے بھرپور اور مؤثر کردار ادا کیا جائے۔

شہداد پور اور ضلع سانگھڑ میں توہین قرآن کے واقعات کی مذمت کرتا ہے، اس گھناؤنے واقعہ میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

شہید اسلام ڈاکٹر خالد محمود سومرو کو مدارس دینیہ کے تحفظ اور دفاع کے حوالے سے ان کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وعدے کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے قاتلوں کا مقدمہ فوجی عدالت میں چلائے جانے کو یقینی بنایا جائے۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی کی دینی اور سماجی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہے کہ ان کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مہمان خاص سے قبل جانشین شیخ التفسیر مولانا قاری جمیل احمد نے تمام مہمانان گرامی علماء کرام کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں علماء کرام کی خدمت کا موقع فراہم کیا۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے تفصیلی بیان فرمایا، سب سے پہلے سکھر، لاڑکانہ، نوشہرو فیروز کے چھوٹے بڑے شہروں سے آئے ہوئے مدارس عربیہ کے ذمہ داروں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ۱۱ نومبر ۲۰۱۵ء سے جو اجتماعات کا

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ.... حیات وخدمات

مولانا عبدالعزیز لاشاری، تونسہ شریف

اللہ پاک نے تحصیل تونسہ شریف کی دھرتی کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس تحصیل میں بڑے نامور علماء کرام پیدا ہوئے، ان ہی نامور علماء میں سے اس دھرتی کے سپوت عاشق رسول، خطیب العصر قاری حافظ سید عبدالمجید ندیم شاہؒ، ۳ر دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات صبح کی نماز کے بعد راولپنڈی میں ہم سے جدا ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ تحصیل موسیٰ خیل ضلع لورالائی بلوچستان کوہ سلیمان کے دامن میں، درگاہ رام ہندو کی ایک بستی موجود تھی جس میں ہندو مذہب کے لوگ رہائش پذیر تھے، جس کی نسبت یہ قصبہ درگ کے نام سے مشہور ہوا، کئی صدیاں پہلے ایک بزرگ بغداد سے آ کر یہاں قیام پذیر ہوئے، جن کی زیارت گاہ درگ میں حضرت صاحب سید حبیب سلطان کے نام سے مشہور ہے، اس بزرگ کی کرامات اور دینی خدمات کو دیکھ کر تحصیل تونسہ شریف وہوا کے علاقہ کے لوگ بھی ان کے عقیدت مند اور مرید ہوگئے، اسی بزرگ سید حبیب سلطان شاہ کی اولاد میں سے سید غلام حیدر شاہ بستی کالو والا نزد دریائے سندھ علاقہ وہوا میں آباد ہوا۔

سید غلام حیدر شاہ کے دو لڑکے سید حافظ قاری سید غلام سرور اور سید اللہ بخش شاہ پیدا ہوئے، سید غلام سرور شاہ کا روحانی تعلق حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ کا پیران موسیٰ زئی شریف سے تھا، سید حافظ غلام سرور شاہ نہ صرف کامل ولی اور عاشق رسول تھے بلکہ قابل استاذ بھی جنہوں نے پچاس سال تک بستی لاشاری میں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ راقم کے تایا جان قاری محمد عبداللہ صاحبؒ جو کہ آنکھوں سے نابینا تھے، آپ کے شاگرد تھے، وہ فرماتے تھے کہ ایک ایک سو طلبا کی کلاس کو اکیلے استاذ محترم کنٹرول کرتے تھے۔ اس مسجد و مدرسہ سے ہزاروں طلبا نے فیض حاصل کیا۔

حافظ سید غلام سرور شاہؒ نے دائرہ دین پناہ نزد کوٹ ادو ضلع لیہ کے سادات گھرانے میں شادی کی اس نیک بخت خاتون سے اللہ پاک نے ایک بچی اور ایک بچہ دیا، رمضان المبارک ۱۹۴۱ء میں پیدا ہونے والا بچہ بعد میں سید عبدالمجید ندیم شاہ کے نام سے مشہور ہوا، اپنے باپ سے خصوصی تربیت کی وجہ سے قرآن پاک سات سال کی عمر میں حفظ کرلیا ابتدائی درسی کتابیں وہوا کے عالم دین مولانا عبدالحق مرحوم فاضل دیوبند اندرکوٹ وہوا سے پڑھیں۔

سید عبدالمجید ندیم شاہؒ نے زندگی کا پہلا قرآن پاک رمضان المبارک میں کڑی شموزئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مسجد سلات محلہ سلات میں سنایا پھر کبیر والا، کراچی، لاہور، ڈیرہ اسماعیل خان، گوجرانوالہ کے دینی مدارس سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد ان کی پہلی شادی اپنے چچا اللہ بخش شاہ میانی کی لڑکی سے ہوئی جو اب بھی حیات ہیں اور اپنے آبائی گھر بستی کالو والا میں رہائش پذیر ہیں۔ اس خاتون سے شاہ صاحب کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۲۱ر رمضان ۱۹۶۰ء کو سید حافظ غلام سرور شاہ کا انتقال ہوا جس کی تدفین بستی کالو والا بستی لاشاری کے قبرستان میں ہوئی۔ ۱۹۶۴ء کے بعد سید عبدالمجید ندیم شاہؒ نے وعظ و تبلیغ اسلام کے میدان میں اپنا قدم رکھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بڑے صاحبزادے سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ سے ان کے دوستانہ تعلقات تھے، شاہ صاحب مجلس احرار اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان کے جنرل سیکریٹری بھی رہے، حضرت امیر شریعتؒ جہاں برصغیر کے نامور خطیب تھے وہاں شاعر اور ادیب بھی تھے، امیر شریعت کا تخلص ندیم تھا اسی نسبت اور عقیدت کی بنا پر عبدالمجید ندیم شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ندیم پسند کیا، اللہ پاک نے ندیم شاہ صاحب کو لحن داؤدی عطا فرمایا تھا، عالمانہ اور منفرد خطیبانہ انداز سے ملک بھر میں ان کے عقیدت مند ان کی تقاریر کے دیوانے ہوگئے۔ اس وقت مشہور تنظیم اہلسنت والجماعت موجود تھی، ملک کے نامور علماء کرام اس تنظیم میں کام کر رہے تھے۔

چنانچہ سید عبدالمجید ندیم شاہ بھی اس جماعت کے اندر شامل ہوگئے، مگر بھٹو دور حکومت میں تنظیم اہلسنت سے اختلاف کر کے مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے ساتھ مل کر سنی حقوق حاصل کرنے کے لئے مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کی ۷۹۔۱۹۸۰ء میں اپنے کراچی میں قیام کے دوران راقم الحروف نے خود دیکھا کہ سید عبدالمجید ندیم شاہ کی جوانی لحن داؤدی میں قرآن کی تلاوت کرنا، موقع محل کی مناسبت سے عربی، فارسی، اردو اشعار کا استعمال، اردو میں باسلیقہ گفتگو اس پر ان کی پروقار شخصیت، نورانی چہرہ، سفید کپڑے، کالی واسکٹ، سر پر جناح کیپ، جب اردو بولتے تو اردو زبان بھی ناز کرتی تھی۔ شاہ صاحب نے اپنی خطابات کے جوہر نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان، برطانیہ، بنگلہ دیش، افریقا اور

سعودی عرب اور دیگر ممالک میں بھی دکھائے۔

سید عبدالمجید ندیم شاہؒ نے ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے مشن کو آخری دم تک نہ چھوڑا، آپ کا روحانی تعلق حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کندیاں شریف سے تھا، اس نسبت سے ملک بھر میں جہاں بھی ختم نبوت کانفرنس ہوتی تھیں اس میں سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب عقیدۂ ختم نبوت اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کی عظمت دردِ دل سے بیان فرماتے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی شوریٰ کے ہمیشہ ممبر رہے،۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ اور متحدہ دینی محاذ کی تحریک ایم آر ڈی کی تحریک میں شاہ صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔

۳۰؍اکتوبر۲۰۱۵ء کو ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہوئی نماز جمعہ سے پہلے شاہ صاحب کا بیان تھا جس میں آپ نے فرمایا کہ میری زندگی کا بیلنس ختم ہو چکا ہے، اب محشر کے دن آپ کی اور میری ملاقات ہوگی اس بیان کے بعد حضرت کے کوئی اور عوامی بیان نہیں ہوئے۔

سید عبدالمجید ندیم شاہ سال میں ایک دو دفعہ اپنے علاقہ تونسہ شریف کے کسی نہ کسی شہر میں اپنا تبلیغی پروگرام رکھتے تھے، ۳؍اپریل ۲۰۱۱ء میں مولانا محمد رمضان ریتڑہ کے دینی مدرسہ میں سالانہ پروگرام تھا، جس میں شاہ صاحب بھی تشریف لائے، مدرسہ والوں نے ایک لفافہ میں شاہ صاحب کا کرایہ خرچہ پیش کیا مگر جب آپ رکھ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے اور لفافے کو کھولا تو اس سے دس ہزار روپے نکلے، شاہ صاحب نے پانچ ہزار روپے کسی ساتھی کے حوالے کئے اور کہا یہ پانچ ہزار روپے ریتڑہ کے مدرسہ والوں کو واپس کر دینا چونکہ پنڈی سے میری گاڑی کا آمد ورفت کا خرچہ صرف پانچ ہزار روپے ہوا ہے، میں خواہ مخواہ کسی دینی مدرسے پر بوجھ نہیں بننا چاہتا، سید عبدالمجید ندیم شاہ نے اپنی دوسری شادی کراچی سے کی اس اہلیہ سے اللہ پاک نے ان کو چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ اللہ کی شان بے نیازی دیکھیں کہ اس اہلیہ کا انتقال ۳؍دسمبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات صبح کی نماز کے بعد ہوا اور سید عبدالمجید ندیم شاہؒ کا انتقال بھی ۳؍دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات صبح کی نماز کے بعد ہوا۔

اس وقت حضرت کے پسماندگان میں پہلی اہلیہ محترمہ، پانچ بیٹے اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں جبکہ چھٹے صاحبزادے سید طاہر ندیم ملتان میں ہی پہلے شہید ہوگئے تھے۔ شاہ صاحب کی شاہکار تصانیف مادر امت، پیغام حق و صداقت، نوائے درویش اور حضرت کی دنیا بھر میں پھیلی ہوئی تقاریر کی کیسٹیں، سی ڈیز، یادگار ہیں۔ ☆☆

بقیہ: دینی مدارس اسلام کے بنیادی مراکز ہیں

سلسلہ شروع ہوا، پنجاب وخیبر پختونخواہ کے بعد سندھ کا یہ تیسرا اور آخری اجتماع ہے، اس کے بعد ان شاء اللہ العزیز! بلوچستان کے ہوں گے، دینی مدارس اسلام کے بنیادی مراکز ہیں اور مدارس معاشرے میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مدارس کا تحفظ اسلام اور شعائر اسلام کا تحفظ ہے اور مدارس کا تحفظ وطن عزیز پاکستان کا تحفظ ہے۔ علماء چوکیدار ہیں اور دانا آدمی کبھی اپنے چوکیدار کو کمزور نہیں کرتا۔ ہمارے اکابرین نے برطانوی سامراج کا مقابلہ مدارس کو قائم کر کے کیا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کی بنیاد ہمارے اکابر نے تقریباً ساٹھ سال قبل موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے رکھی تھی، جس کا فائدہ ہمیں خاطر خواہ نظر آرہا ہے کہ آج تمام تر پروپیگنڈے کے باوجود مدارس کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کمی نہیں۔ مدارس کا محافظ اللہ ہے، ہر ملک میں مدارس کے اندر حکومت کا عمل دخل ہے جس کی وجہ سے وہاں پر اسلامی اعمال اور شعائر پر قدغن لگی رہتی ہے اور الحمد للہ! ہمارے اس ملک میں آپ کے اس وفاق المدارس کی کوشش کی وجہ سے حکومتی عمل دخل نہیں ہے اور مدارس کا آزاد ہونا ضروری ہے تاکہ اسلام اپنی اصلی حالت پر قائم رہ سکے۔ مولانا نے مزید کہا کہ حکومت ہمارے مدارس پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، حالانکہ وہ اسکول جہاں سے انہوں نے خود تعلیم حاصل کی ہے جب نیشنلائز کر کے اپنی تحویل میں لئے آج ان کی حالت کو دیکھ لیں کہ ان کی تعلیم کا کیا حال ہے اور حالت یہ ہے کہ آج ان کے مالکان کو تلاش کر کے ان کو واپس کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اس طرح وطن عزیز کے مختلف ادارے جیسے پی آئی اے، ریلوے، واپڈا وغیرہ پرائیویٹ کرنے کی فکر میں ہیں، جبکہ مدارس کی تعلیم اور نصاب کو تو یہ لوگ جانتے بھی نہیں ہیں۔ جو حکومت اپنے ادارے نہیں چلا سکتی وہ مدارس کیا چلائے گی؟ مولانا نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ حکومت نے انسداد مدارس آرڈیننس سانحہ پشاور کے بعد جاری کیا اور ان کی نظر میں اسلام اور مسلمان دہشت گرد ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلام اور مدارس امن ومحبت کا درس دیتے ہیں اور دہشت گردی کا نشانہ بننے والے بھی ہم مدارس والے ہیں۔ ہم نے کبھی بھی مدارس کی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا بلکہ رجسٹریشن پر پابندی خود حکومت نے لگائی، ہم لوگ رجسٹریشن کے قانون کی پابندی کرتے ہیں جبکہ حکومت خود اپنے ہی بنائے ہوئے رجسٹریشن کے قانون کی مخالفت کر رہی ہے۔ مولانا نے علماء کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ حکومت کے افراد کو صرف وہ کوائف دیں جن کا آپ خود اعلان کرتے ہیں، ہم لوگ افہام وتفہیم کے قائل ہیں لیکن اگر حکومت وقت اپنے رویے سے باز نہ آئی اور ضرورت پڑی تو ہم سڑک پر بھی آجائیں گے اور پھر حکومت گزشتہ سارے دھرنے اور احتجاج بھول جائے گی۔ حکومت ہمارے مدارس کو اسکول بنانا چاہتی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر اسکول وکالج مدرسہ وجامعہ بن جائے۔ اگر مدارس سے ڈاکٹر اور انجینئر نہیں نکلتے تو پھر کالج ویونیورسٹی سے محدث، مفسر اور مفتی پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ اور آخر میں ایک بار پھر علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بیان کو مکمل فرمایا اور آخر میں استاذ المحدثین حضرت شیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے دعا فرمائی۔ اختتام مجلس پر نماز ظہر ہوئی اور بعد ازاں تمام علماء کرام کھانا کھا کر رخصت ہوئے۔ اس موقع پر مولانا مفتی محمد یاسین، مولانا امداد اللہ، مولانا محمد فضیل خارانی اور مولانا مفتی محمد شفیع اساتذہ جامعہ اشرفیہ سکھر کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگی جنہوں نے اپنی پوری ٹیم اساتذہ اور طلباء کے ساتھ تمام تر انتظامات کو سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین۔

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

قسط:۱۹

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

حدود وتعزیرات میں:

غامدی صاحب کے منشور کا یہ چوتھا بڑا عنوان ہے، اس بڑے عنوان کے ضمن میں کل آٹھ دفعات ہیں، اس میں سے چار دفعات پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے، لیکن باقی چار دفعات میں سنگین غلطیاں ہیں جن پر شدید مؤاخذہ اور گرفت کی ضرورت ہے، چنانچہ اس بڑے عنوان کی تیسری دفعہ دیت سے متعلق ہے۔

شرعی دیت سے متعلق غامدی صاحب کا نظریہ:

دیت سے متعلق غامدی صاحب اپنے منشور کی دفعہ:۳ کے تحت لکھتے ہیں:

"دیت کے معاملے میں یہ حقیقت مانی جائے کہ قرآن مجید کی رو سے یہ بے شک ہر دور اور ہر معاشرہ کے لیے اسلام کا واجب الاطاعت قانون ہے، لیکن اس کی مقدار، نوعیت اور دوسرے تمام امور میں قرآن کا یہی حکم ہے کہ "معروف" یعنی معاشرے کے دستور اور رواج کی پیروی کی جائے، چنانچہ اسلام نے نہ دیت کی کوئی خاص مقدار ہمیشہ کے لیے متعین کی ہے اور نہ عورت اور مرد اور غلام اور آزاد اور کافر اور مؤمن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے۔" (منشور ص:۱۷)

تبصرہ: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ غامدی صاحب کے پاس کونسی اتھارٹی ہے کہ وہ دیت وغیرہ شرعی احکام میں جوڑ توڑ کے لیے جج بنے ہوئے ہیں؟ کیا چودہ سو سال سے جس مسئلہ کو صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، مجتہدین اور فقہائے کرام نے سلجھا کر امت کے سامنے وضاحت کے ساتھ بیان کردیا اور اس کے لیے واضح قواعد رکھ کر امت کو آسان شاہراہ پر گامزن کردیا، کیا وہ کافی وشافی نہیں ہے؟ اس کے بعد غامدی صاحب کی کس تحقیق کی ضرورت رہ گئی کہ وہ مجتہد بن کر بلاضرورت تحقیق کے میدان میں اتر گئے اور نبی اکرم ﷺ سے لے کر آج تک تمام علماء اور محققین کو کنارے کردیا اور اپنی خودساختہ تحقیقات "عرف" اور "دستور" اور "رواج" اور شعراء جاہلیت کے اشعار کو امت پر مسلط کرنا شروع کردیا۔ تعجب اس پر ہے کہ امت تو نبی اکرم، رسول معظم ﷺ کی ہے اور ان کے لیے قوانین وقواعد غامدی صاحب بنارہے ہیں؟ میں نے کئی بار کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ غامدی صاحب!!! آپ کے اجتہاد کی ہمیں ضرورت نہیں ہے، آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں اور نئی شریعت بنارہے ہیں اس سے آپ امت کو تشویش اور تشکیک میں ڈال رہے ہیں، مثلاً: یہاں منشور کے دفعہ تین میں آپ نے دیت سے متعلق لکھا ہے: "دیت کی مقدار، نوعیت اور دوسرے تمام امور میں قرآن کا حکم یہی ہے کہ معروف یعنی معاشرے کے دستور اور رواج کی پیروی کی جائے، الخ۔"

کم ازکم آپ کو خدا کا خوف نہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر جو قرآن اُترا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر وتبیین کا وعدہ بھی کیا اور نبی اکرم ﷺ نے اس کا بیان بھی فرمایا، نبی اکرم ﷺ کے بیان کو چھوڑ کر آپ عرف اور دستور کے پیچھے لگے ہوئے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف سطحی غلطی نہیں، بلکہ آپ کے دل ودماغ میں انکار حدیث اور دین اسلام کے مسخ کرنے کا ایک منصوبہ اور شوق پڑا ہوا ہے۔ جب کسی حکم کے لیے نص موجود ہو تو تخصیص شرعی کے بعد آپ کو کس نے اجازت دی ہے کہ آپ عرف کی بات کریں یا معاشرے کے دستور اور رواج کی بات کریں، یہی بات تو غلام احمد پرویز کرتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ: دین کا اصل اور مرکز حکومت اور گورنمنٹ ہے۔ اللہ اور رسول سے مراد گورنمنٹ اور پارلیمنٹ ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ میں ذرا بھی انصاف ہے تو کیا نبی کی بات معیار ہونا چاہیے یا دستور اور رواج کی بات کو معیار ہونا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے مرد کی دیت کے لیے سو اونٹ مقرر فرمائے ہیں، یہ دین ابراہیمی کا قدیمی طریقہ قریش کے پاس تھا یا عرب کا رواج تھا یا معاشرہ کا دستور تھا، کچھ بھی تھا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس کو شریعت کا حصہ بنادیا، چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ کی روایت کو طبقات میں ابن سعدؒ نے اس طرح نقل کیا ہے:

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَبْدُالْمُطَّلِبِ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ دِيَةَ النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ فَجَرَتْ فِي قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ وَأَقَرَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ۔"

(طبقات کبریٰ، ج:۱،ص:۵۸،۵۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ: عرب میں عبدالمطلب پہلے انسان ہیں جنہوں نے جان کی دیت ایک سو اونٹ مقرر کیے، پھر قریش اور عرب میں سو اونٹوں کا سلسلہ جاری رہا، پھر آنحضرت ﷺ نے شرعی طور پر وہی سو اونٹوں کا سلسلہ اسلام میں برقرار رکھا۔"

غامدی صاحب کو جان لینا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے جب دیت کے قانون کو اسلامی

قانون کی حیثیت سے اپنالیا، اب یہ جاہلیت کا قانون نہیں رہا اور نہ زمانے کا عرف اور دستور رہا، بلکہ اب یہ اسلام کا قانون بن گیا۔ قولِ رسولؐ اور فعلِ رسولؐ کی طرح تقریرِ رسول بھی حدیث وسنت کا مقام رکھتی ہے۔

ادھر مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے قتلِ خطاً کی دیت کے بارے میں صحیح سند کے ساتھ جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں صاف طور پر مذکور ہے: "اِنَّ فِی النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ" "یعنی" جان میں دیت کی مقدار سو اونٹ ہے۔" (مؤطا مالک، کتاب العقول، ص:۶۶۸، نور محمد کتب خانہ وسنن النسائی، کتاب القسامة والدیات، ج:۲، ص:۲۵۱، قدیمی کتب خانہ)

امام بخاری رحمہ اللہ کے ہم عصر محدث محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ اپنی کتاب السنة میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:

"کتب عمر بن عبدالعزیزؒ فی الدیات فذکر فی الکتاب "وکانت دیة المسلم علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم مائة من الابل۔"

ترجمہ: "حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے دیتوں سے متعلق ایک تحریر لکھی، اس تحریر میں آپ نے ذکر کیا کہ مسلمان مرد کی دیت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک سو اونٹ تھی۔"

غامدی صاحب! آنکھیں کھول کر ادھر بھی دیکھ لیں کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے دیت کو خود متعین کیا ہے یا معاشرے اور حکومتِ وقت پر چھوڑ رکھا ہے؟ آنے والی حدیث میں انسان اور انسان کے جسم کے مختلف اعضاء کی دیت کا تعین کیا گیا ہے، حتی کہ خصیتین تک معاملہ جا پہنچا ہے اور خصیتین کی دیت کی مقدار ایک سو اونٹ بتائی گئی ہے۔ غامدی صاحب! اگر اس کی مقدار میں تعیین نہیں مانتے ہیں تو وہ آخر کیا تعیین چاہتے ہیں؟ دیت کی تفصیلی حدیث ملاحظہ ہو:

جسم کے مختلف اعضاء کی دیت:

"وعن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إلى أهل اليمن وكان في كتابه أن من اعتبط مؤمنا قتلا فإنه قود يده إلا أن يرضى أولياء المقتول وفيه أن الرجل يقتل بالمرأة وفيه في النفس الدية مائة من الإبل وعلى أهل الذهب ألف دينار وفي الأنف إذا أوعب جدعه الدية مائة من الإبل وفي الأسنان الدية وفي الشفتين الدية وفي البيضتين الدية وفي الذكر الدية وفي الصلب الدية وفي العينين الدية وفي الرجل الواحدة نصف الدية وفي المأمومة ثلث الدية وفي الجائفة ثلث الدية وفي المنقلة خمس عشرة من الإبل وفي كل اصبع من أصابع اليد والرجل عشر من الإبل وفي السن خمس من الإبل. (رواه النسائي، ج:۲، ص:۲۵۱، ط: قديمي كتب خانه والدارمي ومن كتاب الديات، باب الدية في قتل العمد، ج:۲، ص:۱۰۹، ط: نشر السنة، ملتان) "وفي رواية مالك وفي العين خمسون وفي اليد خمسون وفي الرجل خمسون وفي الموضحة خمس۔"

(مؤطا امام مالک، کتاب العقول، ص:۶۶۸، نور محمد کتب خانہ)

ترجمہ: "اور حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد (حضرت محمد ابن عمرو) سے اور وہ ابوبکر کے دادا (حضرت عمرو بن حزم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اہلِ یمن کے پاس ایک ہدایت نامہ بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جو شخص قصداً کسی مسلمان کو ناحق مار ڈالے (یعنی قتلِ عمد کا ارتکاب کرے) تو اس کے ہاتھوں کے فعل کا قصاص ہے (یعنی اس نے اپنے ہاتھوں کے فعل اور تقصیر کے ذریعہ جو قتلِ عمد کیا ہے اس کی سزا میں اس کو بھی قتل کر دیا جائے) الا یہ کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں (یعنی اگر مقتول کے وارث قاتل کو معاف کر دیں یا اس سے خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں تو اس کو قتل نہ کیا جائے) اس ہدایت نامہ میں یہ بھی تھا کہ (مقتول) عورت کے بدلے میں (قاتل) مرد کو قصاص میں قتل کیا جائے، اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ جان کا خون بہا سو اونٹ ہیں (یعنی جس کے پاس اونٹ ہوں وہ خون بہا میں مذکورہ تفصیل کے مطابق سو اونٹ دے) اور جس کے پاس سونا ہو وہ ایک ہزار دینار دے، اور ناک کی دیت جب کہ وہ پوری کاٹی گئی ہو ایک سو اونٹ ہیں اور دانتوں کی دیت (جب کہ وہ سب توڑے گئے ہوں) پوری دیت (یعنی ایک سو اونٹ کی تعداد) ہے اور ہونٹوں کی دیت (جب کہ وہ پورے کاٹ دیئے گئے ہوں) پوری دیت ہے اور دونوں خصیوں کے کاٹے جانے کی بھی پوری دیت اور پیٹھ کی ہڈی توڑے جانے کی پوری دیت اور عضوِ خاص کے کاٹے جانے کی بھی پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں کو پھوڑ دینے کی بھی پوری دیت ہے، اور ایک پیر کاٹنے پر آدھی دیت ہے، اور سر کی جلد زخمی کرنے پر تہائی دیت ہے اور پیٹ میں زخم پہنچانے پر بھی تہائی دیت ہے اور اس طرح مجروح کرنے پر کہ ہڈی ایک جگہ سے سرک گئی ہو پندرہ اونٹ دینے واجب ہیں اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی (کاٹنے) پر دس اونٹ دینے واجب ہیں، اور ہر ہر دانت کا بدلہ پانچ پانچ اونٹ ہیں۔ (نسائی، دارمی) اور امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک

آنکھ (پھوڑنے) کی دیت پچاس اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ اور ایک پیر کی دیت پچاس پچاس اونٹ ہیں اور ایسا زخم پہنچانے کی دیت جس میں ہڈی نکل آئی ہو یا ظاہر ہوگئی ہو پانچ اونٹ ہیں۔"

قتل خطأ اور شبہ عمد کی دیت سو اونٹ ہیں:

"عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ألا إن دیة الخطأ شبه العمد ما کان بالسوط والعصا مائة من الإبل منها أربعون في بطونها أولادها۔" (ابوداؤد، باب دیۃ الخطأ شبہ العمد، ج۲، ص:۲۶۹، ایچ ایم سعید کمپنی)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جاننا چاہیے کہ قتل خطأ جس سے مراد شبہ عمد ہے اور جو کوڑے اور لاٹھی کے ذریعہ واقع ہوا ہو، اس کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس ایسی اونٹنیاں بھی ہونی چاہئیں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔"

(جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، منظور کالونی

کراچی... (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام ماہ ربیع الاول میں پروگرامات منعقد کئے گئے۔ پروگراموں کے انعقاد کے لئے حضرات علماء کرام، ائمہ وخطبا حضرات کے تین اہم اجلاس منعقد ہوئے۔ پہلا اجلاس جامع مسجد ابراہیم میں ہوا۔ صدارت مولانا قاری شبیر احمد عثمانی اور مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ دوسرا اجلاس جامع مسجد مریم میں منعقد ہوا، صدارت مفتی محمد بلال نے کی جبکہ پیر طریقت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی نے سرپرستی فرمائی۔ تیسرا اجلاس جامع مسجد خلفاء راشدین میں منعقد ہوا، صدارت مولانا خان محمد ربانی نے فرمائی اور مہمان خصوصی مجاہد ملت مولانا قاری اللہ داد تھے۔ اجلاسوں میں دو ایجنڈوں پر گفتگو ہوئی: (۱) ماہ ربیع الاول میں مساجد میں سیرت کے عنوانات پر کانفرنسوں کا انعقاد، (۲) سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

الحمدللہ! دونوں ایجنڈوں پر عمل کرنے پر تمام علماء کرام نے اتفاق کیا۔ حلقہ کی مختلف مساجد میں مقامی پروگرامات منعقد ہوئے جن میں جامع مسجد امیر حمزہ، جامع مسجد فردوس، جامع مسجد مدینہ، جامع مسجد نور، جامع مسجد اللہ والی، جامع مسجد مکہ، مدینہ مسجد خطباء حضرات میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا احسن رابعہ الحسینی، مولانا فضل سبحان جمعیت علماء اسلام ضلع جنوبی کے امیر مولانا غیاث الدین شامل تھے۔

باہمی مشاورت سے کانفرنس کی تاریخ ۲رجنوری ۲۰۱۶ء طے پائی تھی۔ چنانچہ بھرپور تیاریوں کے بعد ۲رجنوری بروز ہفتہ منظور کالونی فرنیچر مارکیٹ کے بازار میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز نماز عشاء کے بعد ہوا۔ قاری صدرالامین نے تلاوت اور مولوی محمد عمر فاروق نے حمد ونعت پیش کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالحی مطمئن نے ادا کئے۔ جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے طالب علم عبدالواجد نے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد قاری جعفر طیار، قاری محمد سلیم نے خوبصورت تلاوت اور محمد عرفان سعید ثناخوان رسول مولانا حافظ عبدالقادر نے خوبصورت اور دلنشین انداز میں حمد ونعت سے سامعین کے دلوں کو منور کیا۔ ساہیوال سے تشریف لائے ہوئے مولانا شاہد عمران عارفی نے اپنی مخصوص آواز وانداز میں سامعین کو مسحور کیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی سازشوں سے متعلق عوام کے سامنے حقائق بیان کئے اور خصوصاً جہلم میں پیش آنے والے واقعہ کو قادیانی سازش قرار دیا اور حکومت سے اپیل کی کہ اس واقعہ کی حکومتی سطح پر تحقیقات کی جائے۔

جمعیت علماء اسلام سندھ کے نائب امیر مولانا قاری محمد عثمان نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماضی میں بھی ہماری جماعت نے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے قربانیاں پیش کیں اور آئندہ بھی اس عقیدہ کے تحفظ کے حاضر ہیں۔

مکتبہ اہلحدیث کے شیخ محمد احسن سلفی نے کہا کہ میں اور میری جماعت ہر قربانی کے لئے مجلس کے پلیٹ فارم پر تیار ہیں، یہ ہر مسلمان کا کام ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مخصوص انداز میں اس کام کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے صدقے معاف فرمادیں گے۔ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور جماعت کے نظم کے مطابق اس کام کو کرنا ہے، جب قانون ہمارے حق میں ہے تو قانون کو ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہم کسی کو اجازت دیں گے۔ آخر میں فیصل آباد سے تشریف لائے ہوئے مہمان خطیب حضرت مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ اسٹیج پر تشریف لائے تو سامعین اور اسٹیج پر موجود مہمان حضرات نے کھڑے ہوکر نعروں کی گونج میں استقبال کیا، جامی صاحب نے مخصوص انداز میں سیرت النبی کے موضوع پر بیان کیا جسے تمام سامعین نے بے حد سراہا اور بھرپور داد دی۔ جامی صاحب نے کہا کہ اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہمارے بزرگوں نے بڑی حکمت عملی سے کام لے کر اس مسئلہ کو اس اسٹیج پر پہنچایا اب نوجوان بیدار ہیں، قادیانیوں کو چاہئے کہ ہوش کے ناخن لیں مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں لیکن اپنے نبی کی توہین کو برداشت نہیں کرسکتے۔

کانفرنس کا اختتام مولانا جامی صاحب کی دعا پر ہوا۔ کانفرنس میں اہل حدیث مکتبہ فکر کے نامور خطیب جامعہ الاحسان کے مدیر شیخ محمد احسن سلفی، بریلوی مکتبہ فکر کے پیر طریقت حضرت حافظ محمد اسلم حنفی بریلوی، استاذ الحدیث مولانا شفیق الرحمن کشمیری، مجاہد ملت مولانا قاری اللہ داد، پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعمانی، نوجوان خطیب مولانا فضل سبحان، استاذ الحدیث مفتی محمد سلمان یاسین، مولانا غیاث الدین رہنما جمعیت علماء اسلام، ملک شاہنواز اعوان، چوہدری محمد نواز، ڈاکٹر محمد ندیم، داعی اتحاد امت مولانا قاری شبیر احمد عثمانی کے علاوہ علماء کرام ائمہ حضرات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ الحمدللہ! تمام حضرات نے انتہائی محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ کانفرنس کی کامیابی میں حصہ لیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام کی محنت کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی اسی طرح اتفاق واتحاد کی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے آگے بڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
تبلیغی دوروں کی رپورٹ

حافظ الحدیث سیمینار خانپور میں شرکت: کیم جنوری ۲۰۱۶ء کو مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ کی دعوت پر حافظ الحدیث سیمینار میں شرکت کے لئے حاضری ہوئی۔

راقم نے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد صدیق اکبرؓ قائد ملت کالونی خان پور میں دیا، بعدازاں دین پور شریف میں حاضری ہوئی۔ دین پور شریف حاضری کے دوران میں مولانا سیف اللہ دین پوری کی رفاقت حاصل رہی، سب سے پہلے دین پور شریف کے مبارک قبرستان میں حاضری ہوئی۔ جہاں دین پور شریف کے بانی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ، حضرت میاں عبدالہادی دین پوریؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ جیسے اساطین علم وعمل آرام فرما ہیں۔ فاتحہ خوانی اور دعا کے بعد سجادہ نشین حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور ان سے دعائیں لیں اور مغرب کی نماز کے بعد خان پور کے لئے روانگی ہوئی، جہاں مخزن العلوم والفیوض (وقف) میں منعقد ہونے والے حافظ الحدیث سیمینار میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

راقم نے اپنے مقالہ میں حضرت درخواستیؒ کو ان کی متنوع خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور بتلایا کہ حضرت درخواستیؒ سینکڑوں مدارس کے بانی سرپرست، جمعیت علماء اسلام کے عرصہ دراز تک امیر رہے اور حضرت موصوف کو ہزاروں احادیث ازبر تھیں اور موقع کی مناسبت سے پڑھ پڑھ کر سامعین کو علم وعمل کی ترغیب دیتے فرمایا کرتے تھے:

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار مے کنیم

ہم نے جو کچھ پڑھا بھلا دیا مگر حدیث یار کہ جس کا بار بار تکرار کرتے ہیں۔

راقم نے بتلایا کہ حضرت درخواستیؒ تحریک ختم نبوت کے پشتیبانوں میں سے تھے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں پروانہ وار حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ دن رات میں کئی کئی جلسوں سے خطاب فرماتے اور سامعین کو تحریک میں حصہ لینے کی ترغیب دیتے۔ جذب ووجد میں آ کر احادیث مسلسل پڑھتے، خود بھی روتے مجمع کو بھی رلاتے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے صف اول کے قائدین میں آپ کا شمار تھا اور اس دور میں پیپلز پارٹی کے مظالم کے خلاف بھرپور مزاحمتی بیانات کرتے رہے اور یہ حدیث پڑھتے: ”من مشیٰ مع ظالم لیعینہ فقد امان علی ھدیہ الاسلام“... جو شخص ظالم کے ظلم میں معاون بنے گا اور ظالموں کے ساتھ چلے گا، اس نے اسلام کے گرانے میں تعاون کیا....

غرضیکہ آپ نے بھرپور زندگی گزاری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر تغلق روڈ ملتان کا سنگ بنیاد آپ کے ہاتھوں رکھوایا گیا۔ سیمینار میں جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان مسلم لیگ اور دیگر دینی وسیاسی جماعتوں نے بھرپور شرکت کی اور سیمینار جمعہ دس بجے سے شروع ہو کر ہفتہ صبح چار بجے تک جاری رہا۔ معروف حضرات میں حافظ حسین احمد، مولانا محمد امجد خان، علامہ شفقت الرحمن، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، جناب اکرام القادری، مولانا عبدالحمید وٹو نے خطاب کیا جبکہ مہمانان خصوصی میں شیوخ حدیث مولانا عبدالمجید فاروقی چوک سرور شہید، مولانا سلیم، مولانا محمد مکی حبیب آبادیا کی والی علی پور، مولانا مفتی محمد احمد انور، جامعہ اشرفیہ مان کوٹ، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی مدظلہ سمیت درجنوں علماء کرام، مشائخ عظام نے سیمینار میں شرکت کی۔ مقررین نے حضرت درخواستیؒ کی دینی وسیاسی خدمات، دینی اداروں، مدارس عربیہ کی تعمیر وترقی پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

جامعہ فتحیہ احمد پور شرقیہ: ۲؍جنوری ظہر کی نماز کے بعد جامعہ فتحیہ احمد پور شرقیہ کے اساتذہ وطلباء سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی ذمہ داری کے عنوان پر خطاب کیا۔

دین پور کے نئے مرکز میں: حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہم نے بہاول پور کراچی بائی پاس کے قریب نیا مرکز اور خانقاہ تعمیر کرائی ہے۔ عصر کی نماز اس مرکز میں ادا کی اور مرکز کے منتظم حضرت میاں محمود احمد دین پوری سے ملاقات کی اور جدید مرکز کے قیام پر مبارک باد پیش کی۔ رات دفتر بہاول پور میں قیام کیا۔

مرکزی جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور میں: ۳؍جنوری صبح کی نماز کے بعد درس دیا اور جامع مسجد کے خطیب مولانا حبیب الرحمن کی دعوت ناشتہ میں مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں شرکت کی۔

حاجی سیف الرحمن سے ملاقات: حاجی سیف

الرحمن مدظلہ تحریک ختم نبوت کے جانباز راہنماؤں میں سے ہیں۔ بیاسی سال کے پیٹے میں ہوں گے، اپنی جوانی کے زمانہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ چلے آرہے ہیں اور مرکزی شوریٰ اور مالیاتی کمیٹی کے رکن ہیں، ان کا اوڑھنا بچھونا جماعت ہے۔ عرصہ دراز سے صاحب فراش ہیں۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں حاجی صاحب سے ملاقات کی اور ان سے دعائیں لیں۔

لودھراں میں ختم نبوت سیمینار: مولانا محمد مرتضیٰ سلمہ، مجاہد ختم نبوت مولانا محمد موسیٰؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے امیر ہیں، ان کی دعوت پر ختم نبوت سیمینار میں شرکت کی جو ۴؍جنوری کو مقامی ہوٹل میں منعقد ہوا۔ ہوٹل میں مخصوص حضرات علماء کرام، مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں مولانا خلیل احمد ریٹائرڈ خطیب آرمی، حافظ الٰہی بخش، مولانا عبدالوہاب، راؤ سہیل احمد، جناب نذیر احمد، جناب عامر حسین، شمس الحق، خدا بخش، غلام کبیر، عتیق الرحمن، خواجہ محمد اصغر، راؤ محمود عثمانی سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

مجلس کے مرکزی مبلغین کا اجلاس: ۷، ۸؍جنوری ۲۰۱۶ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا، جس میں ملک بھر میں دو درجن سے زائد مبلغین نے شرکت کی۔ ۷؍جنوری کو جمعۃ المبارک کے خطبات شہر کی اہم مساجد میں مبلغین نے ارشاد فرمائے۔ گویا جمعۃ المبارک کو ملتان شہر میں دو درجن سے زائد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئیں۔ اللہ پاک شرف قبولیت سے نوازیں۔ راقم کی ڈیوٹی مخدوم عالی میں لگی۔

مولانا سید درمحمد شاہؒ کی رحلت: مخدوم عالی میں ایک بزرگ مولانا سید درمحمد شاہؒ تھے، جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا فخر الدینؒ، حضرت میاں اصغر حسین شاہ صاحبؒ کے شاگرد رشید تھے۔ علم ادب شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے پڑھا اور علم ادب میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ باضابطہ مدرسہ تو قائم نہ فرما سکے، لیکن دور دراز سے علماء اور طلبا آپ سے علم ادب پڑھنے کے لئے آتے اور ادب عربی سے اپنے دامن بھر کر جاتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ وفات کا دن آیا تو تندرست و توانا تھے، وفات سے چند منٹ قبل ایک عورت مرگی کا تعویذ لینے کے لئے آئی تو اسے تعویذ لکھ کر دیا، اپنے فرزند ارجمند سید محمد تقی سے فرمایا کہ میرے اوپر چادر ڈال دو اور میری چارپائی بھی شمالاً جنوباً کر دو، سید محمد تقی نے حسب الحکم چادر ڈال دی اور رخ صحیح کر دیا اور سنت کے مطابق دائیں کروٹ لیٹ گئے، چند منٹ کے بعد آیا تو دیکھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۸؍ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰؍دسمبر ۲۰۱۵ء تقریباً چھیانوے سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور مخدوم عالی ضلع ملتان کے قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ۔

خانقاہ امدادیہ رشیدیہ باغ حسینؒ میں خطاب: سلسلۂ امدادیہ رشیدیہ کے شیخ حاجی محمد افضال نے قطب الارشاد حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ، ابو حنیفہ دوران حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی یاد میں باغ

ختم نبوت تربیتی کورسز

اوکاڑا... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو مقامات پر تربیتی ختم نبوت کورسز کا انعقاد کیا گیا۔ پہلا تربیتی کورس جامعہ حنفیہ پل والی مسجد میں ونیس چوک اوکاڑا شہر میں مثالی کورس منعقد ہوا۔ علاقہ سے علماء، اسکول و کالج کے طلباء، انجینئرز اور تاجر حضرات بھرپور طریقے سے جوق در جوق شریک ہوئے۔ مہمان خصوصی استاذ العلماء مناظر ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان تھے، جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے اعتراضات کے جوابات قلم بند کرائے اور اپنے ہاتھوں سے انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں درس مدنی جامع مسجد چک نمبر ۱-فور ایل کی مسجد میں ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں قاری سید محمد رمضان شاہ کو مہمان نوازی کا شرف بخشا، شاہ صاحب اور جامعہ حسینیہ تھا چک نمبر ۱-فور ایل والوں نے قافلے کا خوب استقبال کیا۔ تینوں دن ختم نبوت کورس بعد نماز مغرب تا عشاء رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑا کے نائب امیر مولانا مفتی غلام مصطفیٰ صاحب نے حیات و رفع نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو فرمائی، مبلغ ختم نبوت عبدالرزاق شجاع آبادی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی اور کذبات مرزا قادیانی پر بیان کیا۔ مولانا محمد اعظم، مولانا قاری غلام محمد انور، مولانا محمد امجد، مولانا مفتی عبداللہ، قاری اللہ دتہ، حافظ عبداللطیف نقشبندی نے کورس کے مہمانوں کو سنبھالا اور اسی طرح دوسرا کورس ختم نبوت جامعہ محمودیہ رینالہ خورد اوکاڑا منعقد ہوا۔ چوک سے کافی سارے احباب تشریف لائے ختم نبوت کے مبلغین اور اساتذہ کرام کے بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالمجید درجہ کتب کے استاذ ہیں، کورس کے کامیاب کرانے میں اسی طرح مہتمم حضرت مولانا سید اکرام اللہ شاہ اور بزرگ شخصیت قاری محمد رمضان کی پرسوز دعاؤں کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، بڑی محنت کی یہاں بھی تینوں دن بیانات علماء کرام کے ہوئے۔ شعبہ بنات نے بھی خوب فائدہ حاصل کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکاء کورس کو اپنے دست مبارک سے اسناد اور انعامات تقسیم کئے۔ قاری رمضان صاحب کی دعا سے کورس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگیا۔

حسینؒ ملتان میں خانقاہ قائم کی ہے۔ اس خانقاہ میں سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری ہوئی۔ راقم نے حضرت والا سے قبل مختلف اہم موضوعات پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ راقم نے بتلایا کہ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ، ہمارے تمام علماء دیوبند کے پیر و مرشد اور تحریک آزادی کے نامور قائدین میں سے تھے۔ تھانہ بھون اور شاملی کے محاذوں کو آپ کی قیادت میں تحریک آزادی شروع ہوئی، جو گولی سے دبا دی گئی۔ برطانوی سامراج کیل کانٹے سے لیس، تربیت یافتہ فوج رکھتا تھا، جب کہ اس کے مقابلہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کی قیادت میں جہاد کرنے والے علماء کرام اسلحہ و ایمونیشن سے محروم محض قوت ایمانی سے برطانیہ کے مدمقابل رہے۔ بظاہر وہ تحریک دبا دی گئی، بہت سے علماء کرام شہید کردیے گئے بعض علماء کرام کو عبور دریائے شور مالٹا کے جزیروں میں بند کردیا، بعض علماء کرام اور مجاہدین کو سور کی چمڑوں میں سی کر زندہ جلا دیا گیا۔ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کے وارنٹ گرفتاری تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ اپنے ایک مرید راؤ صاحب کے ہاں قیام پذیر تھے کہ مخبری ہوئی۔ پولیس نے راؤ صاحب کے ڈیرے کو محاصرہ میں لے لیا دروازے پر دستک دی راؤ صاحب نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ پولیس موجود ہے۔ تھانیدار نے کہا کہ راؤ صاحب! آپ کا اصطبل دیکھنا ہے سنا ہے کہ آپ کے پاس خوبصورت گھوڑے ہیں، راؤ صاحب نے اصطبل کا دروازہ کھول دیا، پولیس نے اصطبل کو چیک کیا جو ایک بہانہ تھا، اب پولیس نے اس کمرہ کا رخ کیا جس میں حضرت حاجی صاحبؒ ٹھہرے ہوئے تھے، پوچھا کہ اس کمرہ میں کیا ہے؟ بتلایا کہ توڑی ہے، پولیس انسپکٹر نے کہا کہ توڑی دکھلائیں گے کہ آپ کون سی توڑی استعمال کرتے ہیں؟ آپ نے توڑی والے کمرہ کا دروازہ کھول دیا، دیکھا کہ کمرہ میں مصلی بچھا ہوا ہے۔ تازہ تازہ وضو کیا گیا ہے لیکن مصلی پر کوئی نہیں، انسپکٹر نے کہا: راؤ صاحب! یہ مصلی اور وضو کیسا؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے دین میں فرائض مسجد میں پڑھے جاتے ہیں اور نوافل و سنن گھروں میں۔ اس نے توڑی والے کمرہ میں نماز پڑھنے کی حکمت پوچھی، فرمایا: جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز ادا کرنا چاہئے۔ پولیس بے نیل و مرام واپس ہوئی۔ راؤ صاحب تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ مصلی پر موجود ہیں، پوچھا حضرت آپ چند لمحہ پہلے کہاں تھے؟ فرمایا: یہیں تو تھا۔ اللہ پاک نے پولیس کو اندھا کردیا اور حضرت حاجی صاحب مکہ مکرمہ ہجرت کی نیت سے تشریف لے گئے اور تادم واپسیں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اور وہیں انتقال فرمایا اور محو استراحت ہیں۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، ابوحنیفہ دوران حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ سمیت تمام علماء دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔

پنجاب کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حاجیؒ کے خلیفہ مجاز ہیں، ایسے ہی راقم نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی عظیم [illegible]، خدمات پر انہیں شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ ☆☆

نوجوان روحانی انقلاب کیلئے دین اور علماء دین سے وابستہ ہوں: ڈاکٹر منظور احمد مینگل

کراچی.... (محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ برنس روڈ کے زیر اہتمام ۱۸ر جنوری ۲۰۱۶ء بروز پیر بعد نماز عشاء عظیم الشان سیرۃ خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی عظیم اسلامی اسکالر حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کی سعادت برادر مکرم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فعال کارکن محترم جناب قاری محمد عامر رحیمی کو حاصل ہوئی۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ عقیدت برادر حافظ حبیب اللہ ارمان نے پیش کیا۔ بعدازاں معروف ثناء خواں حضرت مولانا حافظ عبدالقادر نے بھی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سامعین کے قلب و جگر کو جلا بخشی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مہمان ذی وقار کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین مجلس کو خراج تحسین پیش کیا اور مجلس کی طرف سے سہ سالہ رکنیت سازی کا اعلان کیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت دونوں لائق اتباع ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بھی انتہائی اعلیٰ، آپ کی سیرت بھی انتہائی اعلیٰ و اکمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سیرت کا تذکرہ بھی سیرت النبی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، کردار، گفتار، اقوال، افعال اس کی روشنی میں زندگی گزارنا یہ اصل سیرت ہے۔ ہمارے لئے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی کافی اور شافی ہے۔ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کے بعد کسی اور طرف دیکھ ہی نہیں سکتا۔ نوجوانوں سے خاص طور پر گزارش ہے کہ دین اور اہل دین علماء کرام سے وابستہ ہوں اور اپنی زندگی میں انقلاب روحانی پیدا کریں، جس کے لئے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد کی زندگی اپنانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مجلس کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

پروگرام کی تیاری کے سلسلہ میں حلقہ برنس روڈ کے خدام ختم نبوت نے دن رات محنت کی جن میں راقم الحروف، مولانا عبدالرؤف، محمد بن مستقیم، محمد مظہر، مولانا عبدالحمید، قاری محمد شاہد اور دیگر کئی احباب شریک محنت رہے۔ مقامی علماء کرام میں پیر طریقت مولانا نعمان ارمان مدنی، مولانا مفتی اسرار، مولانا تاج فراز، مولانا مسعود الرحمن، مولانا احسن اللہ، مولانا عمر خطاب، مولانا ثاقب انیس، مولانا رضاء اللہ، قاری عبدالرحمن، مولانا محمد ظفر اور حافظ محمد ہارون کے علاوہ کئی حضرات نے شرکت کی۔ اللہ کریم سب کی حاضری اور محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مولانا شجاع آبادی صاحب کا
تین روزہ دورہ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے، نیز پوری دنیا میں مسلمانان عالم کی طرف سے نیابت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کالی صوبہ خان کی مرکزی جامع مسجد میں ۲۵ر دسمبر کو جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کا اہتمام مولانا محمد چراغؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد یونس حنیف نے کیا۔ مولانا محمد چراغؒ امام العصر علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ کے شاگرد رشید اور فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کے استاذ محترم تھے۔ انہوں نے گوجرانوالہ ڈویژن اور مضافات میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ گوجرانوالہ میں جامعہ عربیہ کے نام سے ادارہ ان کی حسین یادگار اور تردید قادیانیت پر چراغ ہدایت ان کا صدقہ جاریہ ہے۔

کامونکی میں جلسہ سے خطاب:

بعد نماز مغرب جامع مسجد عائشہ صدیقہ میں میلادالنبی کے عنوان پر مولانا شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔ حافظ نعیم قادری جمعیت علماء اسلام کے تحصیل کے امیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پُرجوش ورکر ہیں۔ ان کے اصرار پر رات کا کھانا ان کے ہاں تھا، کھانے سے فراغت کے بعد رات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے دفتر ہاشمی کالونی کنگنی والا میں گزاری۔ ۲۶ر دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں درس دیا۔ مولانا سید احمد حسین زید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے پُرجوش اور فعال ذمہ دار ہیں۔ ان کے فرزند ارجمند سید حسان احمد کی دعوت ولیمہ اور ان کی صاحبزادی کے نکاح میں شرکت کی۔ ایجاب وقبول مولانا شجاع آبادی نے کرایا، جبکہ خطبہ نکاح مولانا محمد اشرف مجددی امیر مجلس گوجرانوالہ نے پڑھا۔

رسولنگر میں جلسہ: بعد نماز مغرب رسولنگر کی جامع مسجد صدیق اکبر میں مولانا محمد بلال کی دعوت پر میلادالنبی کے عنوان پر بیان فرمایا۔

کوٹ ہرا میں ختم نبوت کانفرنس: بعد نماز عشا جامع مسجد کوٹ ہرا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ مولانا فقیر اللہ اختر، راقم محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے کانفرنس بریلوی اور دیوبندی اتحاد کا عظیم الشان منظر پیش کررہی تھی۔ صدارت مولانا محمد عاطف نے کی، جبکہ محمد نعمان نے اپنی شاندار آواز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ سید مطیع اللہ حسنی جو پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں، ان کے ڈیرہ پر چند منٹ ٹھہرے۔ ۲۷ر دسمبر بعد نماز عصر جامع مسجد فضل میں قاری منیر احمد قادریؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس میں مولانا شجاع آبادی نے انہیں ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عظیم الشان خدمات پر شاندار خراج تحسین پیش کیا اوران کی مغفرت کی دعا کی گئی۔ واضح رہے کہ مولانا قاری منیر احمد قادریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے نائب امیر تھے۔ چند ماہ قبل ان کا انتقال پُرملال ہوا۔ دعا مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ امیر مجلس گوجرانوالہ نے کرائی۔ جامع مسجد چمن شاہ کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے ملحق جنازہ گاہ ہے جو معروف حکمران شیر شاہ سوری کی حسین یادگار ہے۔ اس وقت مسجد وغیرہ کے انتظام کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احسان احمد، ضیاء اللہ، چوہدری عبدالرشید پر مشتمل کمیٹی قائم کی ہوئی ہے۔ جنازہ گاہ خوبصورت اور کئی منزلہ ہے، جنازہ گاہ میں لیٹرین اور وضو کا اعلیٰ انتظام ہے، جس کی نگرانی کے لئے حافظ عبدالرحمن مامور ہیں۔

جامع مسجد وزیر لویاں والا میں ختم نبوت کانفرنس: ۲۷ر دسمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد وزیر لویاں والا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا انتظام قاری محمد ریاض نے کیا۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور راقم نے خطاب کیا جبکہ جناب فیصل بلال حسان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ رات کا قیام دفتر لاہور میں رہا۔ ۲۸ر دسمبر کو مولانا شجاع آبادی رینالہ خورد واوکاڑا کے لئے روانہ ہوگئے۔

ضلع اوکاڑا کی ڈائری

رینالہ خورد میں ختم نبوت کورس:

اوکاڑا (مولانا عبدالرزاق مجاہد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ محمودیہ رینالہ خورد میں ۲۸ تا ۳۰ر دسمبر کو تین روزہ ختم نبوت کورس کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔

۲۸ر دسمبر مغرب سے عشاء تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کا کچا چٹھہ بیان کیا۔

۲۹ر دسمبر کو اوکاڑا کے معروف عالم دین مولانا

مفتی غلام مصطفیٰ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔

۳۰ر دسمبر کو راقم عبدالرزاق مجاہد نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ کورس کا دورانیہ مغرب سے عشاء تک رہا۔ بعد نماز عشاء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سوالات کے جوابات دیئے۔ ڈیڑھ سو کے قریب علماء، دینی طلباء، کالج کے طلبا اور کاروباری حضرات نے حصہ لیا اور اسناد بھی دی گئیں۔ اسناد جامعہ کے مہتمم مولانا سید اکرام اللہ، سرپرست قاری محمد رمضان اور دیگر اساتذہ کرام کے ہاتھوں دلوائی گئیں۔ سامعین پروگرام سے محظوظ اور مستفید ہوئے۔ سید اکرام اللہ نے اعلان کیا یہ کورس انشاء اللہ العزیز ہر سال منعقد ہوگا۔ جامعہ محمودیہ کی بنیاد ۱۹۵۶ء میں ولی کامل حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں چنوں خلیفہ مجاز حضرت مولانا رائے پوریؒ نے رکھی۔ پچیس سال تک یہ ادارہ صرف مسجد کی صورت میں رہا۔ جامعہ محمودیہ کا نام شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی نسبت سے رکھا گیا۔ بعدازاں میاں جی عبدالوحید فیصل آباد ۱۹۸۰ء تک امام و خطیب رہے۔ نیز تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۸۰ء قاری محمد جمیل مدظلہ تشریف لائے اور انہوں نے قرآن پاک کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ۱۹۸۵ء میں موصوف تشریف لے گئے اور قاری محمد رمضان مدظلہ نے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

موصوف قاری سید اقبال اختر کے شاگرد رشید ہیں۔ قاری سید اقبال اختر حضرت مولانا قاری محمد امیر الدینؒ کہروڑ پکا کے شاگرد رشید ہیں۔ قاری سید اقبال اختر نقوی ۱۹۸۷ء کے شروع میں تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کے دو سال بعد درجہ کتب کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ تا آنکہ قاری صاحب جون ۲۰۰۹ء کو خالق حقیقی سے جا ملے اس وقت جامعہ کا انتظام قاری سید اقبال اختر کے جانشین مولانا سید اکرام اللہ سنبھالے ہوئے ہیں جبکہ قاری محمد رمضان مدظلہ سرپرست اعلیٰ ہیں۔ ان حضرات کی دعوت پر یہ کورس منعقد ہوا۔

اوکاڑا میں ختم نبوت کورس: جامع مسجد حنفیہ پل والی میں ۲۸ تا ۳۰ر دسمبر کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کی نگرانی مولانا محمد اعظم خطیب جامع مسجد ہذا نے کی۔

۲۸ر دسمبر مغرب سے عشاء تک مولانا مفتی غلام مصطفیٰ نے ''حیات اور رفع و نزول مسیح علیہ السلام'' پر لیکچر دیا۔

۲۹ر دسمبر کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں'' پر لیکچر دیا۔

۳۰ر دسمبر کو مولانا شجاع آبادی نے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قادیانیوں کے عقلی شبہات اور ان کا رد'' پیش کیا۔ مقامی علماء کرام نے شرکائے کورس کو اسناد پیش کیں۔ قبل از مغرب مولانا محمد اعظم خطیب مسجد ہذا نے علماء شہر کو کھانے پر مدعو کیا۔ جن میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مقامی امیر مجلس مولانا قاری محمد الیاس، مولانا قاری غلام محمود نے شرکت کی۔ اوکاڑا اور رینالہ خورد میں منعقد ہونے والے کورسز میں شہریوں نے بھرپور دلچسپی لی اور اسباق کے نوٹس لئے۔ رینالہ کے احباب نے مولانا شجاع آبادی سے درخواست کی کہ یہ کورس ہر سال ہونا چاہئے۔ مولانا نے کہا کہ تشہیر اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شرکت کی دعوت آپ دیں، وقت ہم دیں گے۔ دونوں کورسز بھرپور رہے اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائیں۔

☆☆......☆☆

قادیانی ملک وملت کے باغی ہیں: مولانا اللہ وسایا

اوکاڑا.... (مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی) شاہین ختم نبوت، فاتح قادیانیت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ۱۵ر جنوری ۲۰۱۶ء، بروز جمعہ اوکاڑا تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام نے مولانا کا استقبال کیا۔ اور جامع مسجد طلحہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ اپنے خطاب میں مولانا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو قانونی جدوجہد کی روشنی میں بیان فرمایا اور قادیانیوں کی سازشوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانی ملک وملت کے باغی ہیں اور یہ ہمارے بھی اور ہماری حکومت کے بھی وفادار نہیں۔ الحمدللہ! گجرات کی مسجد کا تین سو سال سے قبضہ اور کیس جیتا ہے۔ قادیانی یہاں بھی ذلیل ہوئے ہیں اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ! ایک وقت آئے گا کہ روئے زمین پر ڈھونڈنے سے بھی کہیں ایک قادیانی نہیں ملے گا۔ مبلغ ختم نبوت عبدالرزاق شجاع آبادی نے چک نمبر ۵۵/ٹو ایل کی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ دیا اور دفتر مرکزیہ ملتان روانہ ہوگئے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد

آخری قسط

مسعود ساحر

تحریک ختم نبوت کے حوالے سے حضرت آغا شورش کاشمیریؒ نے گورنر پنجاب جناب چندریگر کے ساتھ مولانا مودودیؒ اور دوسرے زعما کی ایک ملاقات کا احوال لکھا ہے کہ تحریک کی شدت اور بے پناہی سے گھبرا کر گورنر پنجاب جناب چندریگر نے تحریک زعماء کا اجلاس بلایا، جس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ بھی مدعو تھے۔ مولانا مودودیؒ نے اس اجلاس میں گورنر سے کہا کہ اس وقت حکومت کے پاس دو ہی راستے ہیں:

ایک یہ کہ عوام کو مطمئن کر کے امن قائم کیا جائے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وزیر اعظم کی طرف سے اعلان کیا جائے کہ حکومت مسلمانوں کے مطالبات پر گفت وشنید کے لئے تیار ہے۔

دوسرا راستہ یہ ہے کہ حکومت اپنی طاقت کو استعمال میں لا کر تحریک کو کچل ڈالے۔ ظاہر ہے یہ طاقت کے غرور کا راستہ ہے۔ اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، نہ مفید نتائج ہوں گے۔ اگر حکومت مسلمانوں کو مطمئن کرنا چاہتی ہے تو پہلا راستہ اختیار کرے۔ گورنر نے مولانا مودودیؒ سے اتفاق کیا اور گزارش کی کہ وہ باقاعدہ تجاویز مرتب کریں۔ مولانا مودودی نے تمام تجاویز تحریر کر کے گورنر کو پیش کیں، پھر گورنر کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اعلان کی صورت میں جاری کرانا مقصود تھا، اس کا مسودہ بھی تیار کیا جائے۔ سو یہ اعلان بھی تحریر کر کے دیا گیا، جس میں عوام سے اپیل کی گئی کہ راست اقدام کی تحریک بند کردیں اور پُرامن رویہ اختیار کریں۔ حکومت جلد عوام کے معتمد علیہ نمائندوں کو بلا کر ان سے گفتگو کرے گی۔ اس گفتگو کا جو نتیجہ بھی ہوگا، وہ پوری وضاحت کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ اس اجلاس میں علامہ علاؤالدین صدیقی اور اسپیکر پنجاب اسمبلی بھی موجود تھے۔ گورنر نے وعدہ کیا کہ یہ اعلان ۵ اور ۶/مارچ کی درمیانی شب نشر کردیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے ایک اعلان سامنے آیا تاہم اس میں مسلمانوں کے مطالبات پر گفتگو کا کوئی ذکر تک نہ تھا بلکہ ۶/مارچ کو لاہور میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔

الغرض ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سینکڑوں مسلمانوں کی شہادت اور علماء کی گرفتاریوں کے باوجود نتیجہ خیز نہ ہو سکی، تاہم مختلف مسالک کے علماء کرام نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس مسئلے کو زندہ رکھا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی لازم ہے کہ ۵۶ء کی عرب، اسرائیل جنگ میں ہزیمت نے عرب ریاستوں کو پریشانی میں مبتلا کردیا اور عرب ریاستوں نے پاکستان سے فنی ماہرین بھیجنے کی درخواست کی، جس کے جواب میں پاکستان نے مختلف شعبوں کے ماہرین بڑی تعداد میں عرب ریاستوں کو دیے۔ جن میں فوجی ماہرین بھی تھے۔ آغا شورش کی ایک تحریر کے مطابق ان میں زیادہ قادیانی تھے، ان میں سے زیادہ تر نے سعودی عرب جانے کو ترجیح دی۔ آغا شورش لکھتے ہیں: ''سعودی حکمران انتہائی پریشان تھے کہ ان کی فوجی خبریں اسرائیل تک کیسے پہنچتی ہیں؟ مولانا مودودی نے سعودی حکومت کو اس جانب متوجہ کیا تو حجاز و نجد سے قادیانی افسروں کا اخراج ہوا، تاہم بعض محکموں میں قادیانی اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھ کر وہاں موجود رہنا چاہتے تھے، مگر سید مودودی کی ہدایت پر واقفان حال نے ان کا پتہ چلایا، تب ان کو واپس بھیجا گیا۔ انہی دنوں میں سعودی حکومت نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے درخواست کی کہ وہ قادیانیت پر کتاب لکھیں تاکہ عرب دنیا کو معلوم ہو کہ قادیانیت کیا ہے؟ مولانا مودودی نے ''ماہی القادیانیہ'' نامی کتاب لکھی جو کویت میں چھپی اور تمام عرب ریاستوں میں بڑے پیمانے پر پھیلائی گئی۔ ۶۲ء میں مولانا مودودی نے ختم نبوت کے نام سے اس مسئلے پر دینی بنیادوں پر تفصیل سے لکھا، جس کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ یہ بھی عرب ملکوں میں پھیلایا گیا اور عرب ریاستوں پر یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ قادیانی ملت اسلامیہ کا فرقہ یا گروہ نہیں ہیں، جس پر سعودی عرب نے مقدس سرزمین پر قادیانیوں کا داخلہ بند کردیا۔ بعدازاں مولانا مودودی کے دونوں کتابچوں کا افریقی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوا۔ ۶۳ء میں جماعت اسلامی نے ۲۲۵ صفحات کی ایک کتاب بھی شائع کی۔

۵۳ء میں پولیس کے تشدد، حکمرانوں کی بے حسی، قادیانیوں کی سازشوں اور اقتدار سے چمٹے رہنے کے آرزومند کم فہم سیاستدانوں پر امریکی دباؤ کے سبب تحریک نبوت قادیانیوں کو جسد ملی سے الگ کرنے کا مقصد بظاہر حاصل نہیں کرسکی، جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ سیاست اور سیاستدان

بے وجود ہوگئے اور ملک پر اونی سرکاری ملازمین کا قبضہ ہوگیا۔ عدلیہ سول اور ملٹری بیوروکریسی کے ہاتھ کی چھڑی، جیب کی گھڑی بن کر رہ گئی۔ مولوی تمیز الدین کی رٹ پر جسٹس منیر کا نوکر شاہی کے حق میں فیصلہ تباہی کی دستاویز پر آخری مہر ثابت ہوا۔ یہ ایک طویل المناک کہانی ہے، اس کے گھناؤنے کردار سے زمانہ واقف ہے۔ ایوب خان سے پرویز مشرف تک اور جسٹس منیر سے جسٹس ارشاد حسن خان تک آئین، قانون، قومی وقار کو مذاق بناتے رہے، مگر یہ ہمارا موضوع نہیں۔

اصل مسئلہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کا تھا جو مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ ملک کی اقتصادیات پر مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد براجمان تھا۔ فضائیہ اور بری فوج میں قادیانی اعلیٰ عہدوں پر تھے۔ دستاویزات کے مطالعے سے انکشاف ہوتا ہے کہ ذرائع ابلاغ کو سرکار نے قادیانیوں کا تابع مہمل بنا کر رکھ دیا تھا۔ فوج میں مرزائیت بھرتی کی جا رہی تھی۔ ربوہ کا روزنامہ الفضل فوج میں بھرتی کے وہ اشتہارات شائع کرتا، جس شعبے میں بھرتی کے انچارج قادیانی افسر ہوتے۔ آغا شورش کاشمیریؒ رقم طراز ہیں کہ: ”ایک ایسا سیل قائم کیا گیا جو مرزائی جرنیلوں کی معرفت ربوہ کے ماتحت تھا، سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ فضائیہ کے تمام اسٹیشنوں پر قادیانی انچارج تھے، وائس ایئر مارشل اختر اور ایئر مارشل ظفر چوہدری وہ قادیانی تھے جو اعلیٰ ترین عہدوں تک پہنچے۔ میجر جنرل اختر ملک اور لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی قادیانی تھے۔ ۷۰ء کی جنگ کے زمانے میں عبدالعلی ملک ۱۰ کور کے کمانڈر تھے۔“

بہرحال ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوئی۔ اس کی ناکامی میں سیاستدان، اس وقت کے فوجی حکام اور سول بیوروکریسی برابر کے شریک تھے، تاہم قید و بند کی صعوبتیں، پھانسی کی دھمکیاں اور سڑکوں وگلیوں میں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے جذبوں کو سرد نہ کر سکے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام خدا کا وہ انعام تھا اور ہے جس کی جدوجہد بالآخر کامیاب ہوئی۔ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رحلت کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ اس کے امیر مقرر ہوئے، پھر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ امیر مقرر ہوئے۔ قاضی صاحب محترم حضرت امیر شریعت کے شاگرد خاص تھے، مولانا لال حسین اخترؒ بھی اس تحریک کے سرکردہ رہنما تھے۔ تمام اضلاع میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر قائم کئے گئے۔ پچاس سے زیادہ کل وقتی کارکن مقرر کئے گئے۔ دارالمبلغین نے سینکڑوں مبلغ تیار کئے اور قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا، ان حضرات نے افریقی ممالک، عرب ریاستوں کے علاوہ برما، ماریشس، فجی آئی لینڈ کے دورے کئے۔ غرض مجلس تحفظ ختم نبوت کو ایک طاقتور تنظیم بنا دیا گیا۔ مرکزی دفتر ملتان میں قائم ہوا۔ مولانا تاج محمودؒ کا ”لولاک“ مجلس کے لئے وقف تھا۔ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، محمد شریف جالندھریؒ، مولانا خان محمدؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ میانوالی، مولانا غلام محمدؒ بہاولپور... رب تعالیٰ ان حضرات کی قبروں کو نور سے بھر دے، انہوں نے اس مقصد کے لئے زندگیاں وقف کر دیں۔ یہ مبلغین تحسین واحترام کے مستحق ہیں، جن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰنؒ، مولانا محمد شریفؒ مولانا غلام محمدؒ، سیّد منظور احمد شاہؒ، قاضی محمد اللہ یارؒ، مولانا انورؒ، مولانا زرینؒ، احمد خانؒ مولانا عبداللطیفؒ، مولانا بشیر احمد سکھرؒ، مولانا نذیر احمدؒ، مولانا اللہ وسایا، مولانا نور محمدؒ نے بھی اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ ان حضرات کو بجا طور پر حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کی روایتوں اور حکایتوں کا وارث قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے تین بیٹے سیّد ابوذر بخاری، سیّد عطاء المحسن اور سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری نے اپنے والد گرامی کی معجز بیانی کو زندہ رکھا۔ حضرت مولانا ابوالحسنات قادریؒ اور آپ کے فرزند سیّد خلیل احمد قادری نے ۵۳ء کی تحریک میں عمر قید کی سزا پائی۔ مولانا ابوالبرکات قادریؒ کے فرزند سیّد محمد احمد رضوی زندگی بھر تحریر وتقریر کے ذریعے ختم نبوت کے باغیوں کے خلاف مورچہ زن رہے۔ شیعہ رہنما سیّد مظفر علی شمسی نے اپنے ہفت روزہ شہید میں اپنے قلم کو ذوالفقار بنالیا۔ کوئٹہ کے نوجوان صحافی نے قادیانیوں کو یوں بے نقاب کیا کہ مرزائیوں کو ملازمت سے نکال دیا گیا۔

اس سلسلے میں تقسیم برصغیر سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد ان عدالتی فیصلوں کا تذکرہ بھی ہوجائے، جن میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا۔ یہ فیصلے اس قدر مدلل اور واضح تھے کہ جن کے بعد قادیانی مسلمانوں کے دینی حصار میں پناہ لینے کے قابل نہ رہے۔ ایک فیصلہ بہاول پور کے جسٹس محمد اکبر نے کیا۔ اس مقدمے میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ مسلمانوں کی طرف سے پیش ہوتے رہے۔ دوسرا فیصلہ سیشن جج گورداس پور مسٹر جی ڈی کھوسلہ نے لکھا۔ اس کی پیروی حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کرتے رہے۔ تیسرا فیصلہ سیشن جج محمد اکبر فاروقی نے کیا، جس میں ایک مسلمان خاتون کی تنسیخ نکاح کی درخواست منظور کرتے ہوئے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ چوتھا فیصلہ سول جج محمد رفیق گوریجہ کا ہے۔ آخری دو فیصلے قیام پاکستان کے بعد کے ہیں۔

گورنر جنرل غلام محمد سے لے کر یحییٰ خان تک قادیانی مخلوق فوج، مالیت، اطلاعات ونشریات کے محکموں پر قابض ہوگئی۔ یہی وہ دور ہے جب امریکا اور دوسری بیرونی طاقتوں کا عمل دخل بڑھا۔ ملک میں علاقائی، لسانی کشمکش کو فروغ ملا۔ جن صوبوں کو مرکز سے شکایات اور بے اطمینانی ہوئی، وہاں فوج کی کارروائی کی گئی۔ قادیانی دوشیزاؤں نے بڑے بڑے افسروں کی زوجیت میں آکر غلط فیصلے کرائے۔ مشرقی پاکستان میں علیحدگی کے جراثیم پھیلائے گئے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ۱۰کور کا کمانڈر تھا۔ کرش انڈیا کا فرہ اسی کا ذہنی بچہ تھا، مقصد قوم کی توقعات بڑھا کر شکست ہو تو احتجاج کا یارا نہ ہو۔ ریٹائرمنٹ کے بعد عبدالعلی اسلام آباد میں قادیانی جماعت کا امیر بنا، اپنے نوجوانوں کو مسلمان اکابرین اور تنظیموں کی کردار کشی پر لگایا اور اسے ترقی پسندی کا نام دیا۔ بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ میں چراغاں کیا گیا۔ وزارت اطلاعات کا یہ حکم تمام جرائد تک پہنچا کہ قادیانیوں کے خلاف کچھ شائع نہیں ہوسکتا۔ اس سب کے باوجود مجلس تحفظ ختم نبوت، مسلمانوں کو مرزا قادیانی کے مکروفریب سے آگاہ کرنے کا فریضہ ادا کرتی رہی اور انتظامیہ کے جبر کے ہتھکنڈوں کا مقابلہ بھی علماء کرام نے جاری رکھا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ساری زندگی اس فتنے کی سرکوبی میں گزار دی۔ اکثر فرماتے تھے کہ زندگی یا ریل میں گزری یا جیل میں۔ ۵۳ء کی تحریک کے بے نتیجہ رہنے پر بے حد رنجیدہ تھے۔ اس اندوہناک پسپائی پر عام مسلمانوں میں مایوسی پھیلنا ایک قدرتی امر تھا۔ کئی لوگ تحریک ختم نبوت میں شہید ہونے والوں کے بارے میں سوال کرتے کہ اس خون ناحق کا ذمہ دار کون؟ سید محترم نے لاہور کے ایک جلسے میں فرمایا کہ: ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں، وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مارے گئے۔ خدا تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور اب ہم سے کئی کترانا چاہتے ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا۔ وہ عشق نبوت میں اسلامی سلطنت کے بلاکو خانوں کی بھینٹ چڑھ گئے، لیکن ختم نبوت سے بڑھ کوئی چیز نہیں۔ حضرت امیر شریعت تحریک کی پسپائی سے حد درجہ ملول تھے، دل بجھ سا گیا تھا۔ فرمایا کرتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے تو تحفظ ہے، لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے تحفظ نہیں اور یہ فرما کر اشک بار ہوجاتے۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایک تقریر نقل کی ہے۔ آغا صاحب لکھتے ہیں کہ عمر بھر کی روایت کے برعکس خطبہ مسنونہ پڑھا، نہ زیر لب ورد کیا اور خطاب یوں شروع کیا: ''مسٹر پریذیڈنٹ، لیڈیز اینڈ جنٹلمین! (حاضرین نے قہقہہ لگایا) شاہ جی یہ کیا؟ فرمایا: ایک سیکولر ریاست کے شہریوں سے مخاطب ہوں'' لوگوں کے ہنسنے پر فرمایا: ہنسو مت، ہر ہنسی کے تعاقب میں آنسو ہوتے ہیں۔ حاضرین کا اصرار تھا، شاہ جی خطبہ پڑھئے، جواب میں فرمایا: بھائی اسلام سب جوڈس ہو چکا، قرآن پڑھنا سہل نہیں رہا۔ جسٹس منیر نے توہین عدالت میں طلب کرلیا تو سوچتا ہوں بوڑھی ہڈیاں ان کا تاؤ سہہ سکیں گی؟ آغا شورش کاشمیریؒ رقم طراز ہیں: ''جب تک شاہ صاحب حیات رہے، ہر تقریر میں جسٹس منیر کی رپورٹ پر چوٹ کرتے رہے، اکثر مولانا ظفر علی خانؒ کے شعر پر سر دھنتے:

مرزائیوں کا نام ذرا دیر سے مٹا
حق کے جلال سے یہی ایک ڈھیل ہوگئی

تا آنکہ آخر اکیس برس بعد جلال رب جوش میں آیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کا قلعہ مسمار کرنے کی سعادت اس کے غلاموں کو بخشی۔ مرزا قادیانی کے ماننے والوں کی تبلیغ کے سوتے خشک ہوگئے۔ ربوہ چناب نگر بنا اور مرزا قادیانی کی تیسری نسل اپنے آقاؤں کے دیس سدھار گئی۔ آقا کے ان جنت مکانی غلاموں کی روحیں شاد کام ہوئیں، جنہوں نے اپنے شب و روز اس وقت کے حصول کی نذر کئے۔ جانیں قربان کیں۔ رب تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے اس ملک کو سیاسی اور معاشی استحکام عطا کرے، دہشت گردوں بلکہ سیاسی و مالی دہشت گردوں سے نجات دے۔ دشمنوں کی سازشوں کا نام بنادے۔ آمین۔

(روزنامہ امت کراچی، ۵رجنوری ۲۰۱۶ء)

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کے دیرینہ کارکن بھائی مظفر کے والد گرامی جناب صوفی عبدالرحمٰن صاحب ۱۹رجنوری ۲۰۱۶ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بیعت اور بزرگ ہستی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر ریاض مسجد میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن اور کارکنان ختم نبوت نے بھائی مظفر سے ان کے والد ماجد کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا۔

گھریلو جھگڑے

مولانا حافظ پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ

گھر کے جھگڑے:

آپس کے لڑائی جھگڑوں میں جھگڑے کی ایک نوعیت گھریلو ہوتی ہے کہ گھر کے اندر جو لوگ رہ رہے ہیں وہ آپس میں جھگڑا کرلیں، جیسے آپس میں بہن بھائی کا جھگڑا یا اولاد اور والدین کے درمیان جھگڑا۔ اس کو سمجھنے کے لئے شرعی طور پر گھر کے سیٹ اپ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

انسانی جسم ضدین کا مجموعہ:

اللہ رب العزت نے انسان کو ایسے اعضا دیئے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، اپنی صفات کے اعتبار سے یہ اعضا ایک دوسرے کی ضد ہیں، اسی لئے کہتے ہیں کہ انسان ضدین کا مجموعہ ہے۔ جیسے آنکھ دیکھ سکتی ہے اور باقی پورا جسم نہیں دیکھ سکتا، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ زبان بول سکتی ہے اور باقی پورا جسم نہیں بول سکتا لہٰذا ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ کان سن سکتے ہیں، باقی پورا جسم نہیں سن سکتا، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ معلوم ہوا کہ انسانی جسم ایسے اعضا سے مل کر بنا ہے جو اپنی صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

روح اعضا میں جوڑ پیدا کرتی ہے:

لیکن اللہ رب العزت نے اس جسم کے اندر ایک نعمت کو اتارا جس کو "روح" کہتے ہیں، لہٰذا روح کی موجودگی میں سب اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں، ان کا آپس میں جوڑ بھی ہوتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے، چنانچہ اگر ایک آدمی کے سر میں درد ہو تو آنکھ سے آنسو آئیں گے، آنکھ بھی یہ تو نہیں کہے گی کہ یہ میرا پرابلم نہیں، بلکہ یہ تو سر کا پرابلم ہے چونکہ سب ایک بنے ہوئے ہیں، لہٰذا ایک کی خوشی سب کی خوشی، ایک کا غم سب کا غم، اگر سر میں درد ہے تو آنکھوں سے آنسو آئیں گے زبان سے آوازیں نکلیں گی، پاؤں چل کر ڈاکٹر کے پاس جائیں گے آپ اس کی دوا پئیں گے تو گویا روح کی موجودگی میں جسم کے اعضا ایک ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارتے ہیں، کوئی دشمن اگر کسی کے سر پر ڈنڈا مارنا چاہے تو آپ دیکھیں گے کہ فوراً اس کے ہاتھ اٹھیں گے اور اس ڈنڈے کو پکڑنے کی کوشش کریں گے، ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ کوئی ہاتھوں پر تو ڈنڈا نہیں مار رہا، وہ تو سر پر ڈنڈا مارنا چاہتا ہے مگر چونکہ یہ سب ایک ہیں، لہٰذا سر کی تکلیف پورے جسم کی تکلیف ہوگی، اس لئے ہاتھ اس کو بچانے کے لئے اٹھے اور پاؤں وہاں سے بھاگنے کے لئے حرکت میں آئے تو زندہ انسان کے سب اعضا میں ایک ربط ہوتا ہے۔ اب اگر اس انسان کے جسم سے روح کو نکال دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ سب اعضا ایک دوسرے سے اجنبی بن جائیں گے، جس انسان کی روح نکل گئی اس کی زبان کو بھی کوئی آدمی اگر کاٹ دے تو نہ آنکھوں سے آنسو آئیں گے، نہ اس کے منہ سے تکلیف کی آواز نکلے گی، نہ ہاتھ پاؤں ہلیں گے اور نہ ادھر سے بھاگنے کی کوشش کریں گے، کیونکہ جس چیز نے سب کو ایک بنایا ہوا تھا وہ رخصت ہوگئی، اب اعضا سارے ایک دوسرے سے اجنبی ہوگئے، اگر کوئی انسان یوں سوچے کہ بندے کی روح تو نکل گئی، ہم اس کے منہ کو سیل کر دیتے ہیں اور اس کے ناک کے راستے سے اس کے اندر ہوا بھر دیتے ہیں تو کیا ہوا بھرنے سے وہ انسان زندہ ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں! روح کا قائم مقام اور کوئی چیز نہیں بن سکتی۔

گھر کا سیٹ اپ:

اب اس مثال کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک گھر کو اپنے سامنے رکھئے! ہر گھر ایسے افراد کا مجموعہ ہے جو اپنی پوزیشن، اپنے مقام کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں، مثلاً باپ، باپ ہے، اس کی پوزیشن گھر میں کوئی دوسرا نہیں لے سکتا، ماں، ماں ہے اس کی پوزیشن بیٹی نہیں لے سکتی، اس کی پوزیشن گھر میں کوئی دوسرا نہیں لے سکتا، بیٹی، بیٹی ہے اس کا مقام ہے جسے کوئی دوسرا نہیں لے سکتا تو ماں، باپ، بہن اور بھائی مل کر ایک گھر بن گیا، مگر ہر ایک کی اپنی ایک شناخت ہے، یوں کہہ سکتے ہیں کہ گھر ایسے افراد کا مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، مگر اللہ رب العزت نے ان میں ایک نعمت کو اتارا، جس کی موجودگی میں یہ افراد اس طرح مل کر ایک اور نیک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں۔ اس نعمت کا نام ہے: "دین" لہٰذا جس گھر کے اندر دین ہوگا، نام کا نہیں عمل میں ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ گھر کے لوگوں کے درمیان الفتیں اور محبتیں ہوں گی اور وہ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ ایک فرد کی خوشی سارے گھر کی خوشی ہوگی اور ایک فرد کا غم سارے گھر کا غم ہوگا۔ یہ زندہ جسم کی طرح گھرانہ ہے اور اگر دین کو گھر سے نکال دیا جائے تو جس طرح روح کی عدم موجودگی میں اعضا ایک دوسرے سے اجنبی ہو جاتے ہیں، تو دین کی عدم موجودگی میں یہ سارے افراد ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح جسم میں ہوا بھر دی جائے تو جسم زندہ نہیں ہو سکتا، اسی طرح اگر گھر میں (انسان کے بنے ہوئے) کوئی اصول لاگو کر دیئے جائیں، کوئی ازم لاگو کر دیا جائے تو اس سے گھر کے اندر وہ محبتیں پیدا نہیں ہوتیں۔

دلوں کا جوڑ:

اس دنیا میں اللہ رب العزت نے دو چیزوں کو جوڑنے کے لئے کوئی نہ کوئی تیسری چیز بنائی ہے مثلاً دو اینٹوں کو جوڑنے کے لئے اللہ رب العزت نے سیمنٹ کو بنادیا، لیکن لکڑی کے دوٹکڑوں کو جوڑنے کے لئے سیمنٹ کام نہیں آئے گا، وہاں آپ کیل استعمال کریں گے، چنانچہ لکڑی کے دوٹکڑے بالکل یکجان ہوجائیں گے۔ اگر کاغذ کے دوٹکڑے جوڑنے ہوں تو نہ سیمنٹ کام آئے گا نہ کیل کام آئے گی وہاں گلو کام آئے گی، کپڑے کے دوٹکڑے جوڑنے ہوں تو نہ سیمنٹ کام آئے گا، نہ کیل کام آئے گا، نہ گلو کام آئے گا وہاں پر سلائی دھاگا کام آئے گا، تو دیکھیں مختلف چیزوں کو جوڑنے کے لئے کوئی نہ کوئی اللہ نے تیسری چیز بنائی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں کو جوڑنے کے لئے اللہ نے کیا چیز بنائی؟ تو اس کا جواب "دین اسلام" ہے۔ اگر وہ دونوں شریعت پر عمل کرنے لگ جائیں، نیکی والی زندگی اپنالیں تو اس نیکی کی وجہ سے اللہ ان کے دلوں میں خودبخود محبت پیدا فرمادے گا اور اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا۔"

(سورۂ مریم:۹۶)

ترجمہ: "(ہاں!) بے شک جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، خدائے رحمٰن ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا کردے گا۔"

نیکی پر ہونا اور دین پر ہونا دلوں میں محبتیں پیدا ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے، اس لئے جو میاں بیوی دیندار ہوں تو ان کے درمیان مثالی محبتیں ہوتی ہیں، اس لئے گھر کے اندر محبتوں کو پھیلانے کے لئے خوشیوں بھری زندگی گزارنی چاہئے۔ بچی بھی دیندار ہو، بیٹا بھی دیندار، ماں باپ بھی دیندار ہوتو دین پر عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ دلوں کے اندر محبتیں بھر دے گا، کفر کے ماحول میں ماں باپ اور اولاد کے درمیان وہ محبت ہرگز نہیں ہوتی جو دیندار گھرانوں کے اندر ہوتی ہے۔

گھریلو جھگڑوں کی نوعیت:

تاہم انسان، انسان ہے، غفلت کا شکار ہوجاتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں اگرچہ ماں باپ اور اولاد کے درمیان بہت محبتیں ہوتی ہیں، لیکن کہیں کہیں ہمیں جھگڑے بھی نظر آتے ہیں، اب ان جھگڑوں کی نوعیت دوقسم کی ہوتی ہے:

۱:...بہن بھائی کے درمیان لڑائی جھگڑا۔

۲:...ماں باپ اور اولاد کے درمیان لڑائی جھگڑا۔

(پہلا زاویہ)

بہن بھائیوں کے درمیان جھگڑے:

گھر کے جھگڑوں کا ایک زاویہ بہن بھائیوں کے آپس میں جھگڑوں کا ہے، عام طور پر دیکھا گیا کہ جوانی کی عمر میں آپس میں ان کے درمیان ہنسی مذاق ہوتا ہے اور زیادہ تر یہی ہنسی مذاق ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے کی بنیاد بن جاتا ہے۔

بھائیوں کی عام طور پر عادت ہوتی ہے کہ بہنوں کو تنگ کرتے ہیں، مذاق کرتے ہیں، کسی کام پر ڈانٹ دیا، اس کے کام میں کوئی عیب نکال دیا یا پھر کبھی اس کو دھکا دے دیا، اس کے بال کھینچ دیئے، الٹا جواب دے دیا یا بھری محفل میں اس کا مذاق بنادیا تو عام طور پر بھائی، بہنوں کے ساتھ ایسا کرتے رہتے ہیں۔ اب یہ جو کررہے ہوتے ہیں وہ نفرت سے نہیں کررہے ہوتے، محبت سے کررہے ہوتے ہیں لیکن چونکہ بچے ہوتے ہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کو دوسرا کیسے محسوس کرے گا؟ اب اس کے جواب میں بہن ہاتھ تو نہیں اٹھاسکتی، وہ زبان چلاتی ہے، پھر وہ آگے سے کڑوی کسیلی سناتی ہے تو یوں لڑائی جھگڑے کی بنیاد بن جاتی ہے، بلکہ کئی مرتبہ تو بھائی اگر اپنی بہن کو مارنے لگتا ہے تو بہن آگے سے بددعائیں دینا شروع کردیتی ہے، ویسے دیکھو تو ایک دوسرے کے ساتھ بہت محبت ہوتی ہے، لیکن عمر کے کچے پن کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا بھی بہت ہوتا ہے، اچھا تم نے مجھے چیز نہیں دی تھی، میں تمہیں کیوں دوں؟ اس نے ایسے کہا تھا تو میں ایسے کیوں نہ کہوں؟ بس اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جن پر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کھٹک پیدا ہوتی رہتی ہے، تو اس کی بنیادی وجوہات یہ ہوتی ہیں:

۱:...ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق۔

۲:...ایک دوسرے کے ساتھ حسد یا بدگمانی۔

ایک سوچتا ہے کہ ماں باپ اس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، مجھے نہیں دیتے۔ بڑے بھائی کی بات تو سب مانتے ہیں، میری بات تو کوئی سنتا ہی نہیں۔ اس قسم کے جو خیالات ہیں وہ آپس میں بھائی بہنوں کی لڑائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

بھائی بہنوں میں دو رشتے:

اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ ایک ماں باپ کی اولاد آپس میں الفتوں محبتوں کی زندگی گزارے، لہٰذا اگر دو بھائی ہیں تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ ہمارے درمیان خون کا رشتہ بھی ہے اور دین کا رشتہ بھی ہے۔ خون کے رشتے سے مراد یہ ہے کہ ماں باپ چاہیں گے کہ دونوں ہمارے بیٹے ہیں، یہ آپس میں محبت پیار سے رہیں اور دین کے رشتے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ دونوں میرے بندے ہیں، آپس میں محبت پیار سے رہیں۔ ان دونوں بھائیوں کو چاہئے کہ آپس میں اتنی محبت پیدا کرلیں کہ لوگ ان بھائیوں کو بھائی بھی سمجھیں اور ایک دوسرے کا دوست بھی سمجھیں۔ جب اللہ رب العزت اس رشتے داری پر خوش ہوتے ہیں تو کیا ضرورت ہے محلے کے لوگوں کو دوست بنانے کی؟ کیا ضرورت ہے اسکول میں دوست بنانے کی؟ ایک گھر میں اگر دو تین بھائی ہیں تو وہ

آپس میں ایک دوسرے کو دوست بنائیں، مدد لینی ہے تو بھی ایک دوسرے سے لیں، کھیلنا ہے تو بھی مل کر کھیلیں، کوئی کام کرنا ہے تو بھی مل جل کر کریں۔

کئی گھرانوں میں ایسا دیکھا گیا کہ بھائیوں کے اندر اتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ بھائی کم نظر آتے ہیں دوست زیادہ نظر آتے ہیں، ہر کام ایک دوسرے کے مشورے سے کرتے ہیں، ایک دوسرے کا اکرام کرتے ہیں، عزت واحترام کرتے ہیں۔ اس سے گھر کے اندر محبتیں بڑھتی ہیں، سکون بڑھتا ہے پریشانیاں گھٹ جاتی ہیں۔

بھائی: دنیا وآخرت کے ساتھی:

اور یہی بات یہی ہے کہ دنیا ہو یا آخرت بندے پر جب بھی مصیبت آئے تو یاد تو بھائی ہی آتے ہیں، اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے، اللہ رب العزت نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حکم دیا:

"اذهب الى فرعون انه طغى." (طٰہٰ:۲۴)

ترجمہ: "(اب) فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکشی میں حد سے نکل گیا ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھے کہ یہ بہت بڑا بوجھ ہے، مجھ اکیلے کے لئے اٹھانا مشکل ہوگا، اب اس بوجھ کو اٹھانے کے وقت ان کو اپنا بھائی یاد آیا، لہٰذا دعا مانگی:

"رب اشرح لى صدرى ٥ ويسرلى امرى ٥ واحلل عقدة من لسانى ٥."

ترجمہ: "میری خاطر میرا سینہ کھول دیجئے اور میرے لئے میرا کام آسان بنا دیجئے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجئے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

پھر آگے کہا:

"واجعل لى وزيرا من اهلى ٥ هرون اخى." (طٰہٰ:۲۹،۳۰)

ترجمہ: "اور میرے لئے میرے خاندان ہی کے ایک فرد کو مددگار مقرر کر دیجئے، یعنی ہارون کو جو میرے بھائی ہیں۔"

دیکھئے! اس بوجھ کو اٹھاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بھائی یاد آیا، اسی طرح آخرت میں بھی ہوگا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ جب ایک آدمی کے گناہ زیادہ ہوں گے اور نیکیاں تھوڑی ہوں گی تو وہ پریشان ہوگا، اسے کہا جائے گا کہ تم اپنے متعلقین سے نیکیاں لے سکتے ہو تو لے لو تو یہ سب سے پہلے کس کی طرف رجوع کرے گا؟ قرآن مجید میں ہے:

"يوم يفر المرء من اخيه" (عبس:۳۴)

ترجمہ: "یہ اس دن ہوگا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا۔"

بھائی کا نام سب سے پہلے آیا تو اللہ رب العزت نے یہ ایک ایسا رشتہ بنایا ہے کہ یہ دنیا وآخرت میں انسان اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آردخرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بج	مغز نولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	بیج کاکنج	تخم فرنجمشک
ورق طلاء	لونگ	ماہی	الائچی کلاں	بیج مشک ریحو	
ورق نقرہ	گوند کیکر	چرموٹے	زنجبیل	ماجو	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کونولی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جو ہر مرجان	مغز تربوز
گل گاؤزبان	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سٹیلائٹ کالونی فیصل آباد

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُرشکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیر تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841